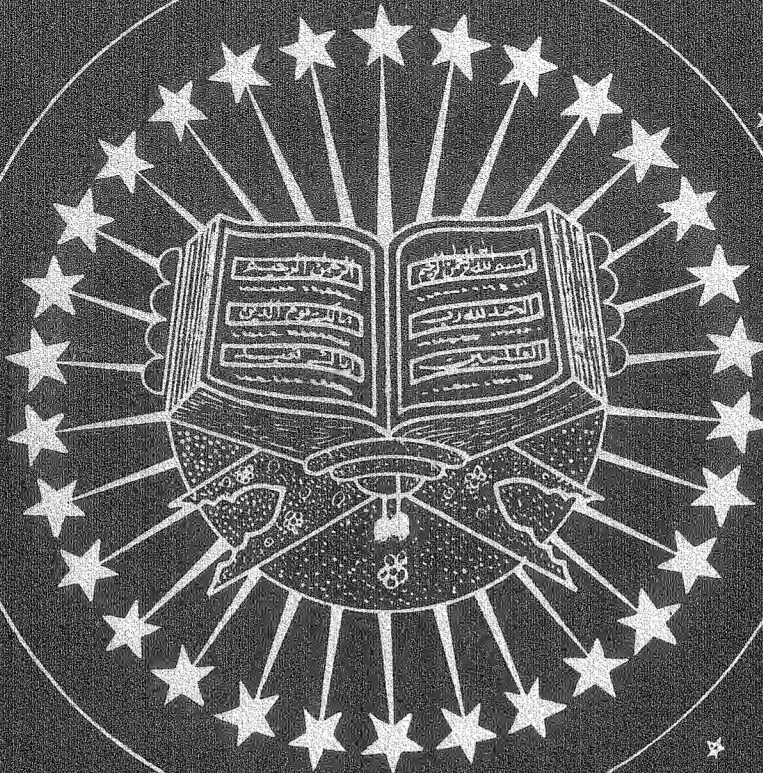


# حرام ملک

لاہور  
بہشت روزہ



بانی ادارہ : شیخ انصاریہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



# احادیث الرسول ﷺ

ہے کہ اللہ کے مخلص اور دوسری  
کو مالدار کیوں بنا رہا ہے۔ یہ خیال بہت  
سی برائیوں کی جڑ ہے۔ اول تو اللہ کی  
قدیر اور حکمت کا انکار ہے (توفیق اللہ)

جو کفر کے قریب ہے۔ دوسری طرف اس سے  
دل میں حسد پیدا ہو سکتا ہے اور حسد ایسی  
بری بلا ہے کہ آدمی کو بدبختی کی طرف کھینچتی ہے۔  
اس سے اس بات کا خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ اس  
کی خوش قسمتی بدل کر بد قسمتی بن جائے۔ اس  
بد قسمتی کو حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ اس  
کی شامت اتنی زبردست ہے اگر کوئی چیز کبھی  
نقدیر کو بدل سکتی تو وہ چیز حسد ہی ہو سکتی تھی۔  
حسد ایک بہت خوفناک بلا ہے۔

دوسری حدیث میں لوگوں کے قصور معاف  
کرنے کے لیے تیار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔  
اور ڈرایا گیا ہے کہ جس نے معافی مانگنے والے کو  
معافی نہ دی تو اس کا یہ گناہ ایسا ہی گناہ ہوگا  
جیسے زبردستی کسی دوسرے کے مال کے پھینے والے  
کا ہوتا ہے۔ مکس وہ ٹیکس ہے جو ظالم بادشاہ  
با دوسرے رئیس اپنی رعایا سے زبردستی خود  
جیش اڑانے کے لیے وصول کرتے ہیں جو بڑا  
زبردست گناہ ہے۔

## مسافات

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ نَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْبَأْتُكُمْ هَذِهِ لَيْسَتْ  
بِمَسْبِيَةٍ عَلَى أَحَدٍ كَلِمَةً بَوَّاءَةً طَعَتْ  
الشَّعَاعَ يَا لَصَّاعٍ لَمْ تَمْلَأْ لَيْسَ لِأَحَدٍ  
عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا لِيَدِيْنِ دَقَّقُوْا وَكُفِّ  
يَا لَتَجْلِيْ أَنْ يَكُوْنُ مَبْدِيًا قَاتِلًا بَحْلًا

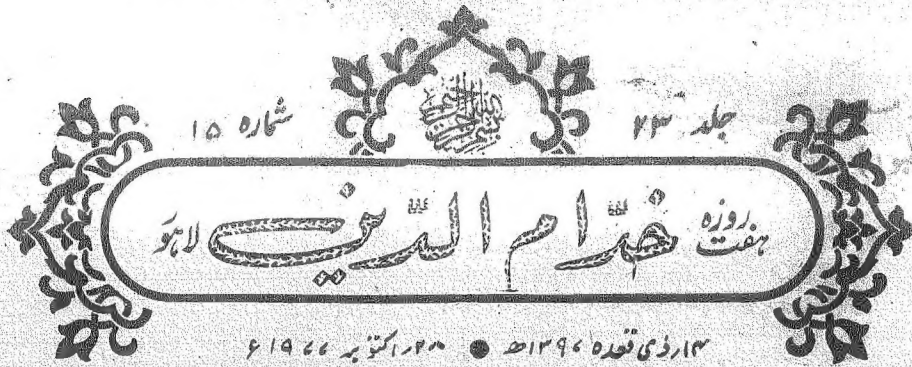
ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے  
یہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔  
یہ تمہارے فائدہ کی سب اس سے نہیں کہ دوسروں

## آداب معاشرت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا فَقَدْ أَنْ يَكُوْنُ كُفْرًا وَ  
كَذَا الْحَسَدُ أَنْ يَغْلِبَ الْفَدْرُ وَعَنْ  
جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَنْ اعْتَدَلَ إِلَى أَحَبِّهِ فَلَمْ يَعْدِرْهُ  
وَلَمْ يَقْضِ عَدْرَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَتِهِ  
صَاحِبِ مَكْسٍ

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہتے  
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غرت  
اور محتاجی کفر کا سبب بن سکتی ہے۔ اور حسد  
نقدیر پر غالب آنے کے قریب ہے اور حضرت  
جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت  
کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ جس نے اپنے چائی  
سے معافی مانگی لیکن اس نے اسے معاف نہیں  
کیا تو اس کو ایسا گناہ ہوگا جیسے ظلم سے کسی  
کا مال پھیننے والے کا۔

اسلام میں جو زکوٰۃ فرض کی گئی ہے اجتماعی  
زندگی میں اس کے بڑے بڑے فائدے ہیں۔  
ایک فائدہ تو یہی ہے کہ اس سے امت کی  
اقتصادی زندگی برقرار رہتی ہے۔ زکوٰۃ سے  
اصل محتاجوں اور فقیروں کی مدد کی جاتی ہے  
غریبوں اور مفلسوں کی اس طرح حاجت پوری  
کرنے سے ایک طرف تو ان کی عزت قائم  
رہتی ہے دوسری طرف سوسائٹی پر اعتماد رہتا  
ہے اور دل کو اطمینان رہتا ہے۔ یہ اطمینان  
نہ ہو تو بہت زیادہ پریشانیوں کا باعث ہوتے  
کے علاوہ ایک تاجر کے دینی عقیدے بھی بگڑ  
سکتے ہیں۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا



ریش لاہور، جانشین شیخ تفسیر حضرت مولانا عبد اللہ انور ○ ریش لکھنؤ، حضرت مولانا مفتی محمود ○ مدظلہ: محمد سعید الرحمن علوی

فی پمچ : ایک روپیہ

## سید بنوری کا وصال اور ہماری ذمہ داریاں

کی بنیاد تھی وہی دب چکی دب رہی ہے اور چاروں طرف ایک خاموشی اور سناٹا ہے جی ہاں گویا سکوت مرگ! جس دنیا اور متاع دنیا کے حصول کی ایک دو ہے جو ہر کسی کو نفسی نفسی کے چکر میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ اس پریشان ماحول میں کسی کو کیا خبر کہ وہ کون تھا جو ہماری بزم کو سونا کر گیا۔ تو آئیے ہم آپ کو بتائیں۔

دور اکبری و جہانگیری کے مجدد اعظم حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے خلیفہ اعظم حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمہ کی نسل سے اس کا تعلق تھا۔ سرزمین پشاور اس کی جگہ پیدائش تھا اور اسے علمی دنیا میں امام العصر محدث کبیر و شہیر حضرت شیخ العلام محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانشینی کا شرف حاصل تھا۔ سچ حرج کی جانشینی کہ آج تو محض بڑے آدمی کا بیٹا ہوتا ہی صاحبزادگی و جانشینی کی معراج ہے چاہے وہ کائنات کا سب سے بڑا نا اہل ہو لیکن نہیں صاحب اس کا علامہ کشمیری سے کوئی رشتہ نہ تھا ہاں اُس نے اس کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کئے تھے اور اکتساب فیض میں اپنی توانائیاں صرف کر دیں تو قدرت نے اسے

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس وحشت ناک خبر سے سارا ملک نہیں جی نہیں ساری دنیا آگاہ ہو چکی ہے اور پورے عالم میں ایک کہرام مچا ہے۔ "دیرانے" کی بربادیاں میں پہلے کیا کمی تھی کہ ایک اور حادثہ رونما ہو گیا اور ایسا حادثہ جو آج کے دور میں اپنی شدت و وسعت کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ سخت ہے۔ آج ہر کسی کے کانپنے ہونٹوں پر یہ سوال ہے کہ

غوا! ان تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی "دوانا" مر گیا آخر کو "دیرانے" پر کیا گذری! وہ مجنوں جس نے یلائے "علم و معرفت" کی خدمت چاکری کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، اسی راہ میں قربان ہو گیا۔ اور وہ کیا اٹھا کہ "بہار کے دن روٹھ گئے" اور بے ساختہ دل نے گواہی دی کہ

مجنوں جو مر گیا تو جنگل اداس ہے حالات کی اٹھتی بیٹھتی لہریں اور تعلیم و عرفان کے کساد بازاری کے پیش نظر نسل نو سید بنوری کے حقیقی مقام سے آگاہ نہیں ہو گی۔ اور ہم بھی کیسے وہاں تو اہل خیر اداس کا گلا گھونٹ چکے ہیں۔ صدائے لا الہ الاہو اس کی زندگی



انور شاہؒ کی جانشینی کا لازوال شرف عطا فرما دیا۔  
جانتے ہو انور شاہؒ کون تھے؟ مفتی اعظم ہند  
جو حنیفہ وقت مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی علیہ الرحمہ  
نے علامہ کاشمیریؒ کی وفات پر تعزیتی جلسہ میں فرمایا  
تھا کہ ۱۔

”آج ہم نے ایک لائبریری کو دفا دیا۔“  
وہی امام العصر کاشمیری جن کے متعلق علامہ اقبالؒ  
نے کہا تھا ۱۔

”محل نور تجلی است راحے انور شاہ“  
اسی امام العصر کے جانشین سید بنوری تھے۔ گوراچٹا  
رنگ اور عربی لباس میں بلوس اس مرد نیفہ و غیور کی  
علمی و جاہلست معلوم کرنی ہو تو حسین شریفیہ اور قادیانہ  
و بغداد کے اہل علم سے جا کر پوچھو، جو اس کے بے  
دیدہ و دل فرس راہ کرتے تھے۔

جسے کئی مرتبہ حرم مکی و مدنی میں اعتکاف کی سعادت  
نصیب ہوئی جس نے خدا کے گھر کے سینکڑوں نہیں  
ہزاروں طواف کئے، جسے قدرت نے غیرت دینی سے  
بے پناہ حصہ عطا فرمایا تھا۔

واقعات بے شمار ہیں۔ لیکن ایک واقعہ نہیں بھولنا  
ایوب خاں کے دورِ آخر میں راولپنڈی کے مرکزی شہر میں  
اسلامی کانفرنس ہوئی جس میں دنیا بھر کے سکالر اور اہل  
علم و تحقیق مدعو تھے۔ ابتدائی اجلاس جو ایک مرکزی  
ہوٹل کے وسیع لان میں منعقد ہوا پاکستان کے ایک  
تجدد پسند نے تقریر کی وہ اجتہاد کے دروازے چوڑے  
کھول کر ہر ایرے غیرے کو ”مجتہد“ بنانے کے چکر میں  
تھا۔ شوخی کی حد اس وقت ہو گئی جب اس نے حضرت  
عمر فاروق اعظمؓ کے متعلق کہہ دیا کہ انہوں نے نبیؐ اُمتی  
کے فلاں فلاں فیصلے کے خلاف اجتہادی شان کا  
مظاہرہ کیا اور مستقل فیصلے کئے۔

تو سچ یہ ہے کہ اس وقت جن دو بزرگ  
اعظم کے اسے سرعام ٹوکا اور ایسا کہ پھر اسے  
نہ ہوئی۔ ان میں سے ایک سید بنوری اور دوسرے انہی  
کے شریک سفر مفتی محمود تھے۔ سید بنوری کی محراب  
آواز وہ اس طرح پاٹ دار آواز میں بولے کہ میان

تجدد پسند کھٹے میں آگئے۔ سید بنوری کی غیرت دینی  
کا وہ ایک منظر تھا جو چشم فلک نے کم دیکھا۔ اور  
یہ تو کل کی بات ہے۔ بھٹو آمریت ان کے عظیم دے نظیر  
مدرسہ مسجد کو اوقات میں لینے کے لیے پر تول رہی  
ہے۔ تقاضہ ہے کہ علماء حق کے مشن و تحریک کے  
خلاف جس کی قیادت مفتی محمود کر رہے ہیں بیان  
دے دیں گے لیکن مرد مومن کی گردن غیر اللہ کے دروازے  
پر کیسے جھکتی۔ آپ نے ذرا برابر پردہ نہ کی اور پھر  
یہ بھی ہوا کہ آپ جیسے اہل حق کو پریشان کرنے کی  
پاداش میں بھٹو آمریت ڈب گئی اور ایسی کہ توبہ بھلی  
علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کی علمی جانشینی کے ساتھ اس  
مرد قلندر کو ”قادیانیت کے تعاقب“ میں بھی استاذ  
مرحوم کی جانشینی کا شرف حاصل ہوا۔ پہلے تو تحریر  
تقریر اور دوسرے ذرائع سے اس محاذ پر کام کیا۔  
اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی دہرائی کرتے رہے  
لیکن پھر وہ وقت بھی آیا کہ مجلس کے اکابر امیر شریعت  
بخاری، قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی اور مولانا لعل حسین  
رحیم اللہ تعالیٰ سبھی اللہ کو پیارے ہو گئے تو آپ نے  
اس محاذ کو باقاعدہ سنبھالا۔ ادھر ”امارت“ کی ذمہ داریاں  
ناتواں کنہوں پر پڑیں، ادھر ربوہ ریلوے سٹیشن کے  
واقعہ کے پیش نظر تحریک سسٹم سر پر آ گئی۔ پھر یہ  
آپ کا سوز و رونا تھا، محنت تھی، لہجہیت و خلوص  
تھا کہ پوری ملت آپ کی قیادت میں مجتمع ہو گئی اور  
آخر مرزا نیت آئینی طور پر اپنی موت آپ مر گئی۔  
سید بنوری سلسلہ طریقت میں مرشد تھانوی کے  
باقاعدہ محاذ تھے اور ایمانداری کی بات یہ ہے کہ  
انہیں دیکھ کر اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر ایک عجیب  
احساس و تاثر پیدا ہوتا تھا۔

گو کہ عمر عزیز کا اکثر حصہ عملی سیاست سے کنارہ کشی  
رہی تاہم جتنا کام کیا وہ اہل حق کے شیخ پر مثلاً  
تقسیم سے قبل کچھ وقت جمعیت علماء ہند کے ذمہ دار لوگوں  
میں شامل رہے تو تقسیم کے بعد ایک مرحلہ پر جمعیت  
علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر علماء اور اہل حق  
سے بے پناہ تعلق و محبت اور چھوٹوں پر شفقت دینی



تھی، ابھی چند دن پہلے اسیرانہا کے رفیق مولانا عزیز گل سے مل کر تشریف لائے۔

پیرونی دنیا سے کوئی معزز آئے سید بنوری کی میزبانی نہ ہو، ناممکن ہے۔ امام مکہ ہوں کہ مدینہ، محدث شہر مولانا محمد زکریا سہارنپوری ہوں یا جانشین شیخ الاسلام مولانا محمد اسعد مدنی سبھی آپ کو جامعہ عربیہ نیوٹاون میں نظر آئیں گے۔

آہ! کہ آج وہ عظیم دینی درسگاہ جو اپنی مثال آپ تھی اپنے بانی سے محروم ہو چکی ہے۔ بچیاں باپ اور عظیم باپ کے سایہ پداری سے محروم ہو گئے۔ مولوی محمد بنوری جو صفت موصوف باپ کی تربیت سے محروم مجلس تحفظ ختم نبوت کے سر سے امیر ذی وقار کا سایہ اٹھ گیا کراچی میں اہل حق کی آرزوؤں کا آئینہ اجڑ گیا اور امت ایک عظیم دینی رہنما سے محروم ہو گئی۔ اسلامی شادرتی کونسل میں مولانا کا وجود جو حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی مثال آسمان کے ستاروں میں قطب ستارہ کی سی تھی۔ قدرت کی اپنی حکمتیں ہیں نہ معلوم اسے کیا منظور ہے۔ بہر حال خانقاہ علم کی رونقیں اس محدث العصر کے دم سے وابستہ تھیں آہ کہ کس تیزی سے اہل علم و عرفان اٹھ رہے ہیں شاید کہ قیامت کی گھڑی سر پر آگئی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام سے اہل علم کے اٹھ جانے کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا۔

بہر حال وہ تو اپنی عمر عزیز کی شربہا میں بڑے پرشکوہ انداز میں پرے کے چلے گئے۔ اب ان کے نام یواؤں کا کام ہے کہ وہ ان کی مشن کی تکمیل کے لیے کیا کرتے ہیں؟ ان کی علمی نشانی مدرسہ عربیہ کراچی ہے جو ملت کی عظیم متاع ہے۔ اس کی بھرپور نگرانی و حفاظت و رٹاء کا بنیادی فرض ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے نادیا بیت کے متعلق آئینی ترمیم کو عملی شکل دیکھانے کا کہیں مرحلہ ہنوز باقی ہے اور روری کا تقاضا یہی ہے کہ اٹھو اور نویں باطل بد قبر النبی بن کہ بوس پڑو۔

پروردگار عالم ان کی قرار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

پسماندگان و متعلقین ہی نہیں ساری ملت مستحق عزیت ہے۔ خود ہم بھی ان کے نام یواؤں میں شامل ہیں

## آہ! مولانا بنوری

عاشق ختم الرسل تھا، رہ نمائیت کا تھا  
اک جنوں سر نہیں ترے اسلام کی خدمت کا تھا  
اب کہ تیرے خواب کی تعبیر کا امکان ہے  
تو ہی کہہ دے کیا یہی موقع تری رخصت کا تھا؟

دقار بناوای۔ نائے وقت ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء

کلیج پھٹ رہا ہے کہ وہ محبوب ندرانی صورت آنکھوں کے سامنے ادھبل ہو گئی۔ مولائے قدوس اس صدر کو برواشت کرنے کی ترفیق مرحمت فرمائیں۔ اور سید ذی وقار کے مشن کے لئے تن من دھن قربان کرنے کا عزم و حوصلہ نصیب فرمائے۔ آمین!

غمرہ علو ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء

## تولمہ کا حادثہ!

اخبارات کی یہ خبر کتنی افسوسناک ہے کہ تولمہ قریب بس کا اٹناک حادثہ ہوا جس سے ۲۷ سالہ جان بحق ہو گئے اور متعدد زخمی۔ حادثہ کے اسباب تحقیق کے بعد معلوم ہو سکیں۔ ہم ناگہانی آفت کا شکار ہونے والوں کے لئے دعا گو ہیں کہ جو زندگی کا سفر پورا کر گئے۔ خدا ان کی مغفرت کرے اور زخموں کو صحت کمل عطا فرمائے۔

(ادارہ)

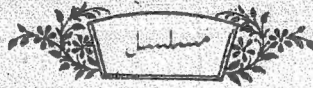
ضروری اعلان: مجلس تحفظ ختم نبوت کے آرگن ٹولاک کی سید میں حضرت السید بنوری سے ایک یادگار ملاقات کی قلمی تصویر اور راویپندی میں شیخ کے سفر آخرت کا آنکھوں پر یکہ حال۔ آئندہ شمارہ میں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(ادارہ)



# انبات علم

پیشکش اسلام مولانا مفتی محمود زید مجدہم کے ارشادات



حبیب و ترشیب : مولوی محمد یوسف خان

اگرچہ بعض علماء نے تکلف کر کے ربط آیات و ربط سورۃ پر بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن ان کا یہ کام ایک تکلف محض ہے۔ فی الحقیقت قرآن ان کا پابند نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ قرآن عام لوگوں سے بات کرتا ہے۔ اس کا تعلق اس دیہاتی سے بھی ہے جس نے الف یا با نہیں پڑھی۔ ورنہ ابواب و فصول ہوتے تو کس طرح سمجھتے۔

سترآن میں بیان کردہ قمری ماہ و سال عوام کے لئے بہت آسان ہیں

قرآن کریم میں جن مہینوں کا کلیہ سے وہ تمام ماہ روئت حلال سے متعلق ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں قمری ماہ و سال ہیں۔ اسی وجہ سے فرمایا۔ یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ النَّاسِ وَالْحَجِّ۔ (الباقہ)

لیکن دوسرے لوگ شمسی ماہ و سال استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ماہ و سال سمجھنے کے لیے خواص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ مشہور ہے کہ قمری ماہ کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو بے وقوفی ہے۔ ورنہ شمسی سال میں کیا علامت ہے کہ ایک دیہاتی بھی اندازہ لگا لے کہ آج جنوری کی پہلی تاریخ ہے۔

لیکن قمری ماہ میں واضح علامت چاند کی ہے کہ ایک

عوام منطقی دلائل نہیں چاہتے بلکہ خطاب دلائل سے مانتے ہیں!

لہذا معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا خطاب پوری انسانیت سے ہے۔ اور اس کا مخاطب عام ہے۔ اور عوام منطقی دلائل سے نہیں مانتے اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں۔ بلکہ عوام خطاب دلائل مانگتے ہیں اور اسی کو مانتے ہیں۔

سترآن میں ابواب فصول نہیں ہیں

اسی طرح عام مصنفین یہ کرتے ہیں کہ جب انتقال ہوتا ہے۔ ایک مطلب سے دوسرے مطلب کی طرف دلائل کتاب کو ابواب و فصول پر تقسیم کر کے مرتب کیا جاتا ہے۔ جیسے ابواب الطہارۃ، ابواب الصلوۃ یا کتاب الزکوۃ، کتاب الحج وغیرہ اور اس باب یا فصل میں کسی دوسری قسم کے مسائل کا ذکر نہیں ہوتا۔

لیکن قرآن کریم میں یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک سورت یا ایک رکوع میں ایک ہی قسم کے مسائل کا ذکر ہو بلکہ ایک ہی سورت میں مختلف احکام ہیں اور جگہ جگہ مختلف مسائل کا ذکر ایک ہی رکوع میں کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ آپ کے ذہن میں موجود مصنفین کی کتاب کا تصور ہے۔ اس لیے آپ کو عادت ہے ابواب تلاش کرنے کی۔ لیکن قرآن کریم میں ابواب تلاش کریں تو یہ نہ



بالخصوص آیات محاصہ کا سبب نزول اُرد علی  
العقائد باطلہ ہے۔ کیونکہ پہلے عقائد باطلہ موجود تھے پھر  
ان کا رد نازل ہوا۔ تو یہی عقائد باطلہ ان کا سبب  
نزول ہوں گے اور اگر یہ عقائد باطلہ نہ ہوتے تو یہ  
کیوں نازل ہوتیں۔

اسی طرح مظالم موجود ہیں تو وجود مظالم فی الکلیفین  
یہ سبب ہے نزول آیات التذکیر۔ اور اسی وجہ سے تذکیر  
بالموت و ما بعد الموت و تذکیر آلہ اللہ کا ذکر کیا ہے۔

قصص کے بیان کو سبب نزول کے بیان کرنے میں  
کوئی دخل نہیں

بیان قصص کو اسباب نزول کے بیان میں کوئی زیادہ  
دخل نہیں ہے۔ البتہ بعض آیات ایسی ہیں کہ خود آیت میں  
کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تھا یا پہلے۔ تو جب  
تک سامع کے سامنے اس واقعہ کا سبب کے ساتھ ذکر  
نہ ہو تو کیونکہ اسامیہ بالانتظار یعنی سننے والا اس کا  
منتظر ہو گا کہ منظم قصہ کی تفصیل ذکر کرے۔ تو ایسی  
صورت میں واقعہ بیان کر دیا جاتا ہے۔  
جیسے قرآن مجید میں آیا۔

الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعواکم  
فاخشوہم (آیہ)

## شان نزول کیا ہے؟

اب یہاں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا سامع  
منتظر ہے کہ قصہ کیا تھا۔ طبیعت مطہر نہیں ہوتی۔ تو  
اس کے بیان کرنے کو شان نزول کہتے ہیں۔ لہذا اس  
آیت کا شان نزول یہ ہوا کہ اہل سفیان کا حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے معاہدہ ہوا تھا کہ فلاں دن اگلے سال بدر میں  
اکٹھے ہوں گے۔ جب وقت آیا تو مخالفین نے غلط خبر  
اڑادی کہ بدر میں تو بہت سارے لوگ جمع ہیں۔ یہ  
اس لیے کہ تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں نہ  
جائیں اور وعدہ خلائی کا الزام (نوعوذ باللہ آپ پر  
آجائے۔ تو کچھ لوگوں نے کہا کہ نہ جانا چاہیے۔ لیکن  
(آیہ ۲۰)

میں رہنے والا، صحراؤں کے دامن میں رہنے والا بیچارہ  
کہے کہ آج چاند کی کیا تاریخ ہے اور اس علامت  
ماہ و سال کو عالم جو میں رکھا گیا کہ کمرہ الرحمن  
پر کوئی شخص اس قدر قیامت کیلئے سے شاکہ نہ رہے  
اور ہر آدمی اس کو دیکھ کر تاریخ معلوم کر سکے۔

## حرکت شمس سے سال بنانا جعلی ہے

اور یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شمس سال  
کی تقسیم بارہ ماہ پر جعلی ہے۔ دراصل شمس اپنی  
حرکت ایک دائرہ کی ایک سال میں مکمل کرتا ہے۔  
اور قمر ہر ماہ دائرہ پورا کرتا ہے۔ مثلاً شمس اگر آج  
جمل میں ہے تو دوبارہ پورے سال بعد جمل میں آئیگا۔  
اور اس کو لوگوں نے بارہ پر تقسیم کر دیا ہے۔ لیکن  
قمر ہر ماہ کو حرکت ذاتی سے براہ راست ثابت کرتا  
ہے اور قمری حرکت ایک ماہ کی بالکل واضح ہے۔  
اب دیکھئے کہ حرکت شمس ایک دائرہ میں تین سو  
پینسٹھ دن چھ گھنٹے ہوتی ہے۔ اب ۲۶۵ دنوں کو  
تو ۳۱۔۳۰۔۲۸ کے مہینوں میں تقسیم کر دیا ہے لیکن  
۶ گھنٹے ہر سال باقی رہ جاتے ہیں تو ۴ سال بعد  
۲۴ گھنٹے بچ گئے۔ لہذا انہوں نے کہا کہ چار سال  
بعد فروری کا مہینہ ۲۸ دن کے بجائے ۲۹ دن کا ہوگا  
اور اس میں وہ بچت شامل کر لی۔ تو یہ بالکل جعلی  
ہے۔ لیکن اسلام ہمیشہ اس بات کی تائید کرتا ہے  
جس کا تعلق عوام سے ہو۔ کیونکہ قرآن کا تعلق عوام  
سے ہے۔ اسی وجہ سے قرآن نے قمری مہینہ کو ترجیح  
دی ہے۔

## کیا شان نزول کا بیان کرنا ضروری ہے

عام طور پر لوگ تفسیر میں سبب نزول (شان نزول)  
کو بھی بیان کرتے ہیں تو وہ ایک قصہ نزول بھی پیش  
کرتے ہیں کہ یہ شان نزول ہے۔  
یہ بھی مشکل مسئلہ ہے۔ دراصل سبب نزول قرآن  
یہ قصص نہیں ہیں۔ بلکہ اصلاح نفوس بشر یہ سبب  
ہے اور دماغ عقائد باطلہ مفسود ہے۔



# حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

## غزالی اور رازی کے قافلہ سے بچھڑا ہوا ایک عظیم انسان

جانشین شیخ الفیہ حضرت مولانا حبیب اللہ انور مدظلہم

جس سے استفادہ کی سعادت اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمائی ہے۔

علامہ بنوریؒ کو نہ صرف علوم قدیمہ پر عبور حاصل تھا بلکہ عصری مسائل اور تقاضوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔

وہ عصر حاضر کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور نابغہ اصحاب کو بھی اسلامی احکام و مسائل منطق و استدلال کے ساتھ تعلیم کرانے کی صلاحیت سے کما حقہ بہرہ ور تھے۔ اور

دور حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی احکام و مسائل کی تدوین و استنباط کے سلسلہ میں ان کا

روشن کردار اور وسعت نظری کے ساتھ ساتھ قلیل تقلید راسخ العقیدگی کا پر جوش اظہار آج ملک کے ہر طبقہ اور مکتب فکر سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے۔

آپ نے نہ صرف نو تشکیل شدہ اسلامی نظریاتی کونسل میں اسلامی قوانین کی تدوین و ترتیب کے لیے نمایاں جدوجہد کی۔ بلکہ اپنے قائم کردہ مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی

میں مختلف اسلامی موضوعات پر تحقیق اور ریسرچ کے لیے تخصص (پی۔ ایچ۔ ڈی) کے شعبے قائم کر کے عصر حاضر کی ایک اہم دینی و ملی ضرورت کی تکمیل کی طرف

انقلابی پیش رفت فرمائی۔ جو ان کی زندگی کا سب سے اہم اور نمایاں کارنامہ ہے۔

علامہ مرحوم صرف پاکستان کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک متابع عزیز تھے اور عرب و عجم

(بانی ۱۴ پر)

اشفاق العلماء رئیس المحدثین حضرت العلامة مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جو پاکستان اور دنیائے اسلام میں

اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے کم و بیش نصف صدی سے سرگرم عمل تھے۔ اسلامی قوانین کی ترتیب و

تدوین کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہوئے "اراکتوبر" کو راولپنڈی میں رحلت فرما گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط  
مولانا بنوریؒ علوم نبوت کے وارث تھے۔ اور بالخصوص

علم حدیث کی ترویج اور توضیح و اشاعت کے سلسلہ میں انہوں نے جو عظیم خدمات سرانجام دی ہیں وہ

تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ خاتم المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی علمی وراثت کو جس طرح

مولانا بنوریؒ نے سنبھالا اور جس محنت و جانفشانی سے اپنے عظیم استاد کے معارف و فیوض کو آئندہ نسل کے

لیے محفوظ کرنے اور پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا وہ اپنی کا خاص حصہ ہے اور ان کی وفات سے یوں محسوس

ہوتا ہے کہ جیسے درحقیقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نور اللہ مرقدہ صحیح معنوں میں آج ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ حضرت بنوریؒ قدس سرہ العزیز احادیث رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح میں اپنے مخصوص انداز میں جب اسرار و نکات بیان فرماتے تو یوں لگتا تھا کہ غزالیؒ رازیؒ اور ابن رشدؒ کے قافلہ میں سے ایک نابغہ بچھڑ گیا تھا



# حق والوں کا ساتھ دینا کامیابی کا راستہ ہے



حضرت الامام الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ  
کے طرز پر قرآن کریم پڑھانے والے شیخ کبیر محدث شہیر  
حضرت درخواستی مدظلہم نے دورہ تفسیر کے اختتام پر جو  
ارشادات فرماتے اس کو مولانا محمد یعقوب احسن نے مرتب کیا  
ہے۔ ہم شکریہ کے ساتھ یہ ارشادات اپنے قارئین کی خدمت  
میں پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

کا انتظام تو میں پہلے کر چکا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیمت  
کے ساتھ سواری لوں گا۔ صدیق نے سوچا امتحان ہو رہا ہے۔ عرض  
کیا انا و مالی تک یا رسول اللہ۔ میرا سب کچھ آپ پر قربان ہے۔ تعلق  
کی بات ہے۔

جس شاگرد کو اپنی جگہ پر ملایا وہ بھی شان والا۔ اور صدیق جس کے  
ساتھ لے گئے وہ بھی شان والا۔ صدیق کا سفر کٹھن تھا۔ حاجیوں نے  
منظر دیکھا ہے۔ غار نور بہت مشکل جگہ ہے۔ دیکھنے سے صدیق کے  
تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ غار میں صدیق نے کربہ چنگ کیا۔ دیکھا تو سوراخ  
نظر آئے۔ صدیق کو فکر لاحق ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
فرمایا تیرا ان دو ساتھیوں کے بارے  
میں کیا گمان ہے؟ میں کا تیسرا خدا ہے۔ فرشتے آگئے۔ سوراخوں کو سروں  
سے چھپایا۔ اللہ نے بھی اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔ لَا تَخْذَنْ اِنَّ اللّٰهَ يَتَّخِذُ  
اللّٰهُ تَعَالٰی نے اطمینان نصیب فرمایا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے غار  
پر نگوئی کی وہ ہر چیز پر نگوئی کر سکتا ہے۔ تیرے چینی میں اسی کو یاد کیا  
جائے۔ وہ ہی دلوں کو اطمینان اور سکون دینے والا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ پہنچ گئے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ پہنچ گئے۔ صحابہ نے استقبال  
کیا۔ پیچوں نے خوشی میں ترانے کے

آج جمعہ کا دن ہے۔ چودگاہ میں اجتماع ہو رہا ہے۔ بخاری مقرر  
کے اختتام پر بھی یہاں جلسہ ہوتا ہے۔ پھر شعبان میں دورہ تفسیر  
شروع کرایا جاتا ہے۔ دور دراز کا سفر کر کے طلباء آتے ہیں اگرچہ  
قرآنی عجائبات اور علوم کے لیے یہ دو مہینے بہت کم وقت ہے۔  
تاہم قرآن مجید سمجھنے اور پڑھنے کا طریقہ جاتا ہے۔  
آج دورہ تفسیر ختم ہو رہا ہے۔ اب آخری تین سورتیں  
پڑھائی جائیں گی۔ تمام لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس ختم میں  
شرکت کریں تاکہ تمہارا نام بھی طالبین قرآن میں شامل ہو جائے۔

تمام طلبہ برابر نہیں ہوتے؛

حضور علیہ کے مدرسین پڑھنے والے طلباء بھی مراتب میں مختلف  
تھے۔ تمہے تمام روشن ستارے۔ کوئی زیادہ چمک والا تھا  
کوئی کم۔ ان میں سے صدیق کی شان نرالی تھی۔ صدیق کے تعلق کا  
نرالا انداز تھا۔ جب حضور علیہ السلام صدیق کے گھر تشریف لائے  
صدیق نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ فداہ ابی وامی اس وقت کیسے  
آنا ہوا۔ فرمایا صدیق ایک راز کی بات کہنا چاہتا ہوں۔ اُذن لی  
مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ  
میں بھی ساتھ چلوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تیری وجہ  
سے رہ گیا ہوں۔ تجھے ساتھ لے چلوں گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ سواری



سر اٹھاؤ۔ آپ مانگیں۔ آپ کی بات مانی جائے گی۔ کتنا مہربان جیم علیہ السلام  
ہمیشہ اپنی اُمت کا خیال فرماتے رہے اور دعا کرتے  
تھے اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ اُمَّی (میری اُمت پر درگاہ رحم فرما) اور قیامت  
کے دن بھی اُمت کے لیے سفارش کریں گے۔

### معراج میں تین چیزیں عطا کی گئیں :

حدیث میں ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات تین چیزیں عطا ہوئیں۔ ۱۔ بقروہ  
کی آخری دو آیات (یہ وظیفہ تمام مقاصد کے لیے مجرب ہے۔ بقروہ میں  
آیت الکرسی بھی ہے۔ صبح پڑھ لو شام تک رحمت۔ شام کو پڑھ لو صبح  
قرآن پاک کے عبادات ختم نہیں ہوتے۔ ۲۰) پچاس نمازیں  
بھی ملیں۔ میں تخفیف کے لیے حاضر ہوتا رہا حتیٰ کہ پانچ رو گئیں۔ پھر ارشاد  
ہوا کہ اب تبدیلی اور تخفیف نہیں ہوگی۔ مَا یُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدِیْ وَ مَا اَنَا  
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِید۔ اب بات نہیں بدلی جاسکتی۔ شرف آپ کی  
اُمت کو ہوگا۔ جو باقاعدہ پانچ نمازیں پڑھیں گے ثواب پچاس کا دوگنا  
آج تم بھی ماتھا اٹھا کر وعدہ کرو اور عہد کرو کہ نماز نہیں چھوڑیں گے۔  
(سب نے ہاتھ ہلا کر وعدہ کیا)۔ ۳۱) تیسری چیز قیامت کے دن اپنی اُمت  
کی سفارش کروں گا۔ مگر مسئلہ یاد رکھو کہ سفارش ان لوگوں کے لیے ہوگی جو  
خدا کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔ ذنات میں نقصات ہیں۔ شان الہی  
نبی نے ایسے لوگوں کے لیے فرمایا کہ میری سفارش ہوگی۔

شفاعت کربلی بھی ہے ایک شفاعت صغریٰ بھی۔ پھر حسب رتب  
نیک لوگوں کو بھی شفاعت کا حق نصیب ہوگا۔ اب رمضان المبارک کا  
مہینہ ہے۔ روزہ بھی سنار ش کرے گا۔ قرآن مجید بھی سفارش کرے گا۔  
(روزے کا اہتمام کرو اور قرآن مجید کو بھی بیٹھنے سے لگاؤ)۔ اور ان  
کی سفارش قبول ہوگی۔

طلباء کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ تم قرآن مجید پڑھتے ہو یہ تمہارے  
پاس امانت ہے۔ اس کی جاکر اپنے علاقہ میں اشاعت کرو اور خانہ بزرگ  
نہ بنو اور سلسلہ حق کو نہ چھپاؤ۔ ورنہ جو علم تم کو دیا گیا ہے وہ بھی چھین لیا  
جائے گا۔

بڑے لوگوں کی اہل دینیوں کی محفل سے بچتے رہو اپنے دلوں کو اللہ  
کے ذکر سے تروتازہ اور آباد رکھو۔ علم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔  
حضور علیہ السلام کے پاس بھی اصحاب صفہ کی جماعت تعلیم قرآن کے  
لیے رہتی تھی۔ وہ بھی عام طلباء تھے۔ بات بھی یہاں سے شروع ہوتی  
تھی کہ طلباء برابر نہیں ہوتے۔ کوئی علم و ذہانت مرتبے میں کم کوئی  
زیادہ۔

(باقی ۲۰ پر)

بھی آئے حضور علیہ السلام نے سب سے پہلے سوال کیا کہ قرآن کریم کس قدر  
پڑھ چکے ہو۔ عرض کیا، یا رسول اللہ! چند سورتیں یاد کر چکا ہوں۔ آپ  
نے دعا دی، بارک اللہ فی عمرک وعلیک۔ اللہ تیری عمر اور علم میں برکت دے

### مبشر تیار ہو گیا :

صحابہ اکٹھے ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور کے دھت  
کے ساتھ میک لگا کر خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ایک عورت آئی، حضور اجازت  
دیں تو میں مبشر تیار کرادوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت فرمادی  
مبشر تیار ہو کر آگیا۔ مسجد نبوی میں رکھ دیا گیا۔ شان  
ولے نبی نے خطبہ شروع کر دیا۔ وہ پُرانا کھجور کا دھت اس نے روزا شروع  
کر دیا۔ اور ایسی جگہ سے رو رہا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ گم ہو جاتے تو وہ  
دھاتیں مار کر روتی ہے۔  
یہ اللہ کی شان ہے۔ دھت میں سمجھ تھی لیکن اللہ کریم نے اس میں  
شان والے نبی کی محبت پیدا کر دی۔  
کر لے اللہ تیرا پیارا نبی مجھ سے کیوں جدا ہو گیا۔

### حقیقہ اہل سنت :

ہمارا عقیدہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا وہ بھی شان  
والہ۔ جن کے پاس حضور آئے وہ بھی شان والے۔ جن کے کندھے پر چڑھے  
وہ بھی شان والا۔ جو آپ کے کندھے پر چڑھا وہ بھی شان والا۔  
آج تمہیں بھی دعوت دیتا ہوں شان والے نبی کے ساتھ تعلق لو۔  
کامیابی اور سرخوردگی کا راستہ یہی ہے۔ اور یہی تعلق تمہیں دونوں جہانوں  
میں کامیاب بنائے گا۔ اگر شان والے نبی کے طریقوں، اللہ کے دین اور  
دین والوں سے کٹ جاؤ گے تو اس دن تمہارا کوئی پُرسان حال نہ ہوگا۔  
جن دن خدا فرمائے گا لَیْسَ الْمَلِکُ الْیَوْمَ (آج کس کی بادشاہی ہے)۔  
لَیْسَ الْوَلِیُّ الْاَحَدُ الْفَتْحَ۔

قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا۔ لوگ پسینہ میں مبتلا ہوں گے۔ انبیاء  
کے پاس سفارش کے لیے جاہلیں گے۔ تمام انبیاء حضور علیہ السلام کے  
پاس جائے گا کہیں گے۔

حدیث میں آتا ہے نبی پاک نے ارشاد فرمایا کہ تمام اُمتیں میرے پاس  
آکر کہیں گے کہ ہمارے لیے دربار الہی میں سفارش کرو۔ ہمیں اس عذاب سے  
نجات مل جائے۔ میں جاکر دربار الہی میں سرسجود ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں  
کے طریقے بتائیں گے۔ جواب مجھے معلوم نہیں۔ بس پھر مجھ کا مانگنا ہوگا۔  
اور رب کا دینا ہوگا۔ ارشاد ہوگا۔ اَرْفَعْ رَاسَکَ یَا مُحَمَّد۔ اشفع تشفع



# شاہ عبد العزیز

مرسلہ: ابوالمظفر ظفر احمد قادری

سوال: رمضان المبارک کے سوا کونے اور کس مہینہ میں روزے رکھنا چاہیے؟  
جواب :- رمضان کے سوا یہ روزے بہتر ہیں۔ نویں ذی الحجہ کے روزے کا بہت ثواب ہے۔ اس سے دو برس کے گناہ معاف ہوتے ہیں عاشورہ دسویں محرم کے روزہ کا بھی بہت ثواب ہے اور یہ مسنون ہے اس سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور مہینہ میں ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کا روزہ بھی بہتر ہے یہ سنت اس طرح بھی ادا ہو جاتی ہے کہ اول عشرہ میں روزہ رکھا جائے پھر دوسرے عشرہ میں، ایک پھر تیسرے عشرہ میں ایک تو سنت ادا ہو جاتی ہے۔ پیر اور جمعرات کا روزہ بھی مستحب ہے۔ شبِ برأت کا روزہ عید کے چھ روزے مستحب ہیں حقیقہ ہو سکے رجب میں رکھنا مستحب ہیں۔ اور ان میں تو ایک بہت وعدہ ہے۔

سوال :- کوئی درود شریف اور استغفار ہمیشہ وظیفہ کے لیے ارشاد ہو۔  
جواب :- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِٖ وَ اَوَّلٰدِهِٖ وَسَلَّمَ اور بہترین استغفار سید الاستغفار ہے۔ سو وقت معنوں کا مالا کر کے پڑھنا چاہیے۔

سوال :- آداب تلاوت قرآن شریف کیا ہیں؟  
جواب :- قرآن شریف کی تلاوت کے آداب یہ ہیں۔  
۱۔ جب قبلہ رو بیٹھنا اور حروف کو بخوبی ادا کرنا۔ اور شد کا خاتمہ رکھنا۔ وقت کی جگہ وقف کرنا۔ یہ سب ظاہری ہیں اور باطنی آداب یہ ہیں۔ مبتدی کو چاہیے کہ یہ قصور کرے گویا میں رب العالمین سامنے تلاوت کر رہا ہوں اور اللہ جل شانہ گویا استاذ کی جہت میں رہا ہے اور مفتی کو یہ تصور کہ کلام بلا واسطہ خاص رب العزت سے سُنا ہوں اور قرآن صورتوں میں صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں اپنی زبان سے اور اللہ تعالیٰ کا سُنا ہے اور دوسری صورت میں اللہ تعالیٰ اور اپنے کانوں سے سُنا ہے۔ اور یہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام

(۱) ایک صاحب کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ گناہوں۔  
نفرت اور اطاعت کی طرف رغبت ہو جاتے تو اس کے لیے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کثرت سے پڑھنا بہت مفید ہے۔ اور کلمہ توحید کی نفی و اثبات اور شہود کے ساتھ اس کی ضرب قلب پر لگانی اور سورۃ فلق اور والناس صبح و شام پڑھنی چاہیے۔  
(۲) سوال: پنج وقتی نماز کے بعد مناجات اور بیچ پڑھنے کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

جواب :- صبح کی نماز کے بعد (لا اله الا الله الملك الحق المبين) شہرت پر پڑھنا چاہیے اور ظہر کی نماز کے بعد اگر فرصت ہو تو حسبی اللہ نعم الوکیل۔ پانچ سو ۵۰۰ مرتبہ اور اگر فرصت نہ ہو تو ۲۵ مرتبہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد یسبح فاطمہ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۲ مرتبہ پڑھے اور عشا کی نماز کے بعد کوئی سی درود شریف شہرت پر پڑھے۔ مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا خیال کرے۔

سوال :- عفو گناہ اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے؟  
جواب :- عفو گناہ کے لیے استغفار نہایت مفید ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیے کلمہ طیبہ کا زیادہ ذکر کرنا چاہیے اور ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا نہایت مفید ہے۔  
(۴) سوال :- قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب :- سورۃ تبارک الذی عشا کی نماز کے بعد اور ہمیشہ سونے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ اور لحم سمیۃ کی بھی عشا کی نماز کے بعد تلاوت کرنی چاہیے۔

سوال :- نفسِ امارہ اور شیطانِ لعین کے فریب سے بچنے کے لیے کیا پڑھنا مفید ہے؟  
جواب :- لا حول ولا قوۃ الا باللہ زیادہ پڑھنا چاہیے اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس صبح اور شام نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔



فرمایا ہے۔ چنانچہ شیخ الشیوخ نے عارف المعارف میں حضرت جن جنات سے نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک آیت پڑھتا ہوں اور بار بار اس کا تکرار کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ آیت اللہ تعالیٰ سے سن لیتا ہوں اور شیخ الشیوخ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت جن جنات اس وقت مثلاً شجر کوسنی علیہ السلام کے جوتے تھے۔ اپنی انا اللہ رب العالمین کہتے تھے۔

(۹) سوال :- غلاب موت رفع ہونے کے لیے ایشاد ہو۔

جواب :- روایت سے ثابت ہے کہ سکرات موت آسان ہونے کے لیے ہمیشہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھنی چاہیے۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے غلاب قبرتے پہننے کے لیے سورۃ تبارک الذی عشا کے بعد ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور ایسا ہی سورۃ دخان کے بارے میں بھی روایت ہے۔

(۱۰) سوال :- قبر میں جو سوال و جواب ہوتے ہیں وہ کچھ مختص خاص بہر جنایت ہو۔

جواب :- قبر میں جو سوال و جواب ہوتے ہیں وہ جو مومن کامل جواب دیتا ہے وہ موافق حدیث شریف کے لکھا جاتا ہے۔ مہر کی ضرورت نہیں۔ یہ جواب در زبان کرنا چاہیے۔ اور سننے پکڑنے پر خوشبو سے کھجور پاس رکھنا چاہیے۔ وہ جواب یہ ہے۔ اس جگہ ترجمہ لکھتا ہوں :

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ راضی ہوا میں اللہ سے از روئے رب ہونے کے اور اسلام سے از روئے دین ہونے کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے از روئے نبی ہونے کے اور راضی ہوا میں قرآن سے از روئے مقتدا ہونے کے اور کعبہ شریف سے از روئے قبلہ ہونے کے۔ اور راضی ہوا میں مسلمانوں سے از روئے بھائی ہونے کے۔ اور راضی ہوا میں حضرت ابوبکر صدیق سے از روئے عمر فاروق سے، حضرت عثمان فوالنورین سے، حضرت علی سے از روئے امام ہونے کے۔ ان حضرات کی شان میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور خوشی ہے دونوں فرشتوں کے آنے سے گواہ اور موجود ہیں اور تم دونوں فرشتہ گواہ ہو اس پر کہ ہم گواہی دیتے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اسی شہادت پر ہم زندہ رہیں اسی ہم مریں اسی پر ہم اٹھائے جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

(۱۱) سوال :- جب کسی شخص کو مرض موت کا گمان ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اب نہ بچے گا تو اس وقت موت سے قبل جب تک مریض کا ہوش و حواس باقی رہے اسکو کیا کرنا چاہیے؟ یاد دلاتے مریض کو اس کی نفاہیت کو نجات کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب :- جب کہ مریض زندگی سے بالکل ہٹا ہو جائے اور یہ معلوم ہو کہ اب موت جلد آجائے گی۔ تو اس کے وارثوں کو چاہیے کہ پہلے اسے غسل یا وضو یا تیمم کے ذریعہ بالکل پاک صاف کر دیں۔ کلاب وغیرہ چھڑک دیں اور وہ جگو جگر خوشبو سے مسطر کر دیں اور رونا پینا ہو کر نہ کریں اور اس کے پیوی بچے اس کے متعلقین کو اس کے روبرو نہ کریں۔ اگر وہ خود یاد کرے تو ایک مرتبہ ان کو سامنے لے آویں۔ اور اس کے سامنے ہمیشہ کلمہ طیبہ اور استغفار بلند آواز سے پڑھتے رہیں تاکہ خود اسے بھی یاد آجائے۔ اور وہ بھی پڑھنا شروع کرے اسے تاکید نہ کریں کہ تو بھی کلمہ پڑھ بلکہ خود پڑھیں اسے بھی یاد آجائے اور بقرا خوف، آخرت کی سختی، حساب کا خوف، آخرت کی شدت اس کے سامنے بیان نہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و وسعت کا ذکر گناہوں کی مغفرت کا ذکر کریں۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ارواح صالحین خصوصاً مشائخ اور پیران برقیات کا ذکر اس کے روبرو کریں۔ اور وہ امور ذکر کریں جس سے گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ذکر کریں کہ خدا کے ہاں بخود اعلیٰ بھی قبول ہو جاتا ہے۔ تاکہ خوف پر اس کی امید غالب ہو جائے۔ جو وہ اس وقت وصیت کرے وہ خوش دلی سے قبول کریں۔ اور ضامن ہو جائیں تاکہ اس کا دل مترو نہ ہو۔ اس کے روبرو نبیین شریف اور سورۃ اخلاص الحمد للہ اور کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی اور آیات قرآنی پڑھیں۔

(۱۲) سوال :- نماز عاشورہ کی ترکیب جنایت فرمائیں۔

جواب :- نماز عاشورہ کی ترکیب مشائخ میں اس طرح پائی گئی ہے کہ عاشورہ یعنی دسویں محرم کے دن جب آفتاب بلند ہو جائے تو دو رکعت میں الحمد کے بعد آیت الکرسی لکیر تہ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ حشر کی آخری آیتیں پڑھے اور آخر تک پڑھے اور سلام کے بعد جن قدر چاہے دو رکعت پڑھے مشائخ کی بعض روایات میں ترک ہے۔ کہ رکعت تھما

پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ الشمس اور دوسری میں سورۃ الفجر اور تیسری میں الحمد کے بعد زلزال اور چوتھی میں الحمد کے بعد اخلاص اور پانچویں میں الفلق اور چھٹی میں نہ کے بعد والتاس پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو سجدہ میں پڑ کر اپنی حاجت کی دعا کرے۔

(۱۳) سوال :- زیارت قبور کی ترکیب ارشاد ہو۔

جواب :- جب عام مسلمانوں کی قبر کی زیارت کے لیے جائیں تو پہلے نشت قبلہ کی طرف کر کے میت کے سینہ کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہو اور یہ کہے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الدِّیَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ وَ اَنْتُمْ تَغْفِرُوْنَ لِلْاَخِلَیِّیْنَ** (یا اور جو مومن و مومن ہیں۔ چہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پان مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔

(۱۴) سوال :- حضرت والا استخارہ کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب :- استخارہ کی مشہور ترکیب قول الجلیل (حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب) میں مذکور ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے : پڑھ، جمعرات، جمعہ کو اس ترکیب سے برابر استخارہ کرے۔ تمام کاموں سے فارغ ہو کر عشاء کی نماز سے فارغ ہو جائے پھر بسم اللہ آخر تک تین سو مرتبہ پڑھے۔ پھر الم نشرح بسم اللہ کے ساتھ سترہ مرتبہ پڑھے اور اپنے سینہ پر اور منہ پر دم کرے پھر بارگاہ الہی میں خوب دعا کرے کہ اے غیب کے جاننے والے فلاں کام میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ خواب میں یا بیداری میں یا حالت کے ذریعہ مجھے معلوم کرادے۔ اس کے بعد سو مرتبہ یہ ورد شریف پڑھے **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم** اور دعا استخارہ جو حدیث شریف میں آئی ہے اپنے مطلب کے لیے تین مرتبہ پڑھے اور دل اگر جم جاتے پکا ارادہ ہو جاتے تو اس کام کو شروع کر دے۔ اور اگر ارادہ میں فتور ہو (گڑبڑ) تو موقوف رکھے۔

(۱۵) سوال :- آبرو محفوظ رہنے کے لیے ترکیب ارشاد ہو۔

جواب :- یا عزیز صبح کے وقت کتالیس مرتبہ پڑھے اور اپنے ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر پھیرے اور جب حاکم کے سامنے جائے تو یہی کر کے جاتے۔

(۱۶) سوال :- دنیاوی دشمنوں کی شرارت دفع کرنے کے

لیے کوئی ارشاد فرمائیے۔

جواب :- دنیاوی دشمنوں کی شرارت دفع کرنے کے یہ دعا

مغرب ہونے سے پڑھنا چاہیے۔ طہارت اور کھانا وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ **اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ ذَمِّکَ وَ نَسْتَعِیْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِکَ** اور تبت پڑھنا بھی دفع اعداء کے لیے بہت ہے۔

گتے کے کاٹے ہوتے کا علاج ارشاد فرمایا جس کو باولا گنا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ہر روز ایک مکھڑ کھلا دیں۔ **اِنْتُمْ یٰکِدُوْنَ کِیْذًا** آخر سورۃ تک۔

ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۃ واقعہ کو ہر رات قارئ ہو پڑھا کرے گا اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔ یہ عمل حدیث شریف کے موافق ہے۔

رات کو بیدار ہونے کے لیے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے سونے کے وقت

**اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** سے سورۃ کہف کے آخر تک پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو جس وقت جاگنا چاہے جگا دے گا۔ یہ عمل حدیث شریف کے موافق ہے۔ چنانچہ الداری نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ برائے سُخَّوْر اور زُلْفٰی الْیَوْسُ الْعِلَاج

جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیمار کے واسطے جس کو حکیموں نے لا علاج کہہ کر عاجز کر دیا ہو چینی کے برتن پر یہ اسم لکھے **یَا حَیُّ یَیُّ حَیُّ لَا یَحِیُّ فِیْ دِیْمُوْسَہٖ** و **یَقَاطُہٗ یَا حَیُّ** پھر اس کو پانی سے دھو کر پی لے۔ یہ چالیس دن کرے۔ پھر حضرت نے فرمایا میں نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے ساتھ پوری امداد زیادہ لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔

جس عورت کا بچہ نہ جیتا ہو برائے اٹھارہ حضرت نے فرمایا مجھے ایک کامل شخص

نے بتایا ہے کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو تو اجوان اور کالی مرچ لے۔ دونوں چیزوں پر ہر کے دن دوہر کر چالیس مرتبہ سورۃ الشمس پڑھے۔ پھر ہر بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اسی پختہ کرے۔ پھر وہ عورت ان کو ہر دن کھایا کرے۔ محل کے دن سے بچہ کے دودھ چڑھنے تک کرے۔

ارشاد فرمایا کہ دانت آسانی بچہ کے دانت آسانی سے نکلیں

سے نکلیں اس واسطے سورۃ قاف لکھ کر پھر دھو کر اس کا پانی بچہ کے دانتوں پر ہر روز لے انشاء اللہ آسانی سے دانت نکل آئیں گے۔ ۱۳



# مجلہ حکمران

آیت مذکورہ کی ایک دوسری تفسیر لفظ **اَمَدْنَا** کا مشہور مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا یعنی حکم دیا ہم نے۔ لیکن اس آیت میں اس لفظ کی قرآنی مختلف ہیں۔

ایک قرأت میں جس کو ابو عثمان مہدی اور جب ابو العالیہ مجاہد نے اختیار کیا ہے یہ لفظ بتشدید میم آیا ہے یعنی **اَمَدْنَا** جس کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم نے امیر و حاکم بنا دیا خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کو جو فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے اور سب قوم کے لیے عذاب کا سبب بنے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک قرأت میں یہ لفظ **اَمَدْنَا** پڑھا گیا جس کی تفسیر انہیں حضرات سے اکثر نقل کی گئی یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب بھیجتے ہیں تو اس کی ابتدائی علامت ہوتی ہے کہ اس قوم میں خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کی کثرت کم دی جاتی ہے اور وہ اپنے فسق و فجور کے ذریعہ پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

ان میں سے پہلی قرأت کا حاصل تو یہ ہوا ایسے خوش عیش سرمایہ داروں کو قوم کا حاکم بنا دیا جاتا ہے۔ اور دوسری قرأت کا حاصل یہ ہے کہ قوم میں ایسے لوگوں کی کثرت کم دی جاتی ہے۔

ان دونوں سے یہ معلوم ہوا کہ عیش پسند لوگوں کی حکومت یا ایسے لوگوں کی قوم میں کثرت کچھ خوشی کی چیز نہیں۔ بلکہ عذاب الہی کی علامت ہے جیسا کہ جب کسی قوم پر ناراض ہوتے ہیں اور اس کو عذاب دیتے ہیں تو اس کی ابتدائی علامت

قرآن تعالیٰ: **وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَدْنَا مَثَرِيهَا فَنَقَّصْنَاهَا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۚ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادٍ خَبِيرًا بَصِيرًا۔**

ترجمہ: اور جب ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو، حکم بھیج دیا اس کے عیش کرنے والوں کو، پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئی ان پر بات، پھر اکھاڑ مارا ہم نے اٹھا کر، اور بہت غارت کر دے ہم نے قریہ نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جاننے والا دیکھنے والا۔

## خلاصہ تفسیر

اور جب ہم کسی بستی کو جو اپنے کفر و نافرمانی کی وجہ سے بمقتضائے حکمت الہیہ ہلاک کرنے کے قابل ہو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کو بعثت رسل سے پہلے ہلاک نہیں کرتے بلکہ پہلے کسی رسول کی معرفت اس بستی کے خوش عیش یعنی امیر و رئیس لوگوں کو خصوصاً اور دوسرے لوگوں کو عموماً ایمان و اطاعت کا حکم دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ کہنا نہیں مانتے بلکہ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر رحمت تمام ہو جاتی ہے۔ پھر اس بستی کو تباہ و غارت کر ڈالتے ہیں اور اسی عادت کے موافق ہم نے بہت سی امتوں کو نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بعد ان کے کفر و معصیت کے سبب ہلاک کیا جیسے عاد و ثمود، قوم لوط وغیرہ اور نوح علیہ السلام

یہ ہوتی ہے کہ اس قوم کے حاکم و رئیس ایسے لوگ بنا دیے جاتے ہیں جو عیش پسند، بد معاش عیاش ہوں یا حاکم بھی نہ بنیں تو اس قوم کے افراد میں ایسے لوگوں کی کثرت کر دی جاتی ہے۔ دونوں صورتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ شہوات و لذات میں مست ہو کر اللہ کی نافرمانیاں خود بھی کرتے ہیں، دوسروں کے لئے بھی اس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ بالآخر اسے پر اللہ تعالیٰ کا اچانک عذاب آ جاتا ہے اور مالداروں کا قوم پر اثر ہونا ایک طبعی امر ہے۔

آیت میں خوش عیش مالداروں کا خصوصیت سے ذکر کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ فطری طور پر عوام اپنے مالداروں اور حاکموں کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ بد عمل ہو جائیں تو پوری قوم بد عمل ہو جاتی ہے۔ اس لیے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے ان کو اس کی زیادہ فکر ہونا چاہیے کہ اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کرتے رہیں۔ یہ نہ ہو کہ یہ عیش پرستی میں پڑ کر اس سے غافل ہو جائیں اور پوری قوم ان کی وجہ سے غلط راستے پر چلے تو پوری قوم کے اعمال بد کا وبال بھی ان پر پڑے گا۔

حدیث ۷۱: حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں بے وقوف لوگوں کی سرداری سے۔ کعبؓ نے عرض کیا یہ سرداری کب ہوگی، کیونکہ ہوگی اور وہ کون لوگ ہوں گے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا یہ امیر اور حاکم میرے بعد ہوں گے اور جو شخص ان کے پاس جاتے گا ان کے جھوٹ کو سچا کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کو مدد دے گا۔

وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے نہیں ہوں اور وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں گے۔ اور جو شخص ان کے پاس نہ آئے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کرے وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور یہ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

حدیث ۷۲: حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ مال غنیمت کو دولت قرار دے دیا جائے گا۔ یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اسے مال غنیمت سمجھ لیں گے۔ اور جب زکوٰۃ کو نادانستہ سمجھ لیا جائے گا۔ اور جب علم کو دین کے لیے نہیں بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لیے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجالائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کو رنج دے گا۔ اور جب آدمی دوست کو اپنا ہمنشین بنائے گا اور باپ کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی اور جب شور مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا اور جب قوم کے امور کا سربراہ کبیہہ انداز رکھ کر (یعنی بہت ہی رذیل شخص ہوگا) اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کے لیے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے، اور جب باجے ظاہر ہوں گے اور جب شرابی پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سرٹ آندھی کا زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پیغمبروں کے برسنے کا اور ان پر درپے نشانوں کا، جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی۔ گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑائی ہے جس سے بے درپے موتی گر رہے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث ۷۳: حضرت ابی امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دس آدمیوں یا زیادہ کا حاکم ہو اس کو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی گردن میں طوق پڑا ہوگا اور اس کا ہاتھ گردن



ہیں بندھا ہو گا۔ اس مصیبت سے اس کو اس کی نیکی یعنی عدل و احسان پھڑکنے کی اور اس کا گناہ اس کو ہلاک کرے گا۔ امارت کی ابتدا ملامت ہے اس کا درمیان ندامت و پشیمانی اور اس کا آخر قیامت کے دن ذلت و رسوائی، دلالت اور امارت کے سوال کرنے کی ممانعت اور حجب دلالت پر متعین نہ ہو یا ہو اس کی ضرورت نہ ہو تو امارت کو ترک کر دینا چاہیے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ (ترجمہ) اللہ رب العزت کا ارشاد ہے یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں۔ جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیکی نتیجہ پر مہیزگاروں کو ہی ملتا ہے۔ (قصص پارہ ۷)

حدیث: حضرت ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عبدالرحمن بن سمرہ! تو امارت و حکومت کی خواہش نہ کر اس لیے کہ اگر تجھے کوئی بغیر طلب کئے ہوئے امارت اور حکومت عطا ہوگی تو تیری اسی بارے میں مدد کی جائے گی اور اگر تجھ کو حکومت اور امارت مانگنے کی وجہ سے ملی تو تو اس کے حوالے کر دیا جائے گا اور جب تو کسی شے کے بارے میں قسم کھائے اور اس کے علاوہ اور کسی چیز کو بہتر سمجھے تو جو بہتر ہو اس کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! یہی تجھ کو کمزور اور ضعیف پاتا ہوں اور تو امارت کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور پھر یہی تیرے لیے اس چیز کو پسند کرتا ہوں۔ جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو شخصوں کا امیر نہ بن اور نہ یتیم کے مال کی دلالت اپنے ذمے لے۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو کسی جگہ کا عامل مقرر نہیں فرماتے۔ آپ نے میرے کندھے کو تھپک کر فرمایا۔ اے ابوذر! تو کمزور ہے اور امارت امانت ہے اور پھر یہ امارت قیامت کے دن موجب ذلت و خواری ہے مگر جس شخص نے حق کے ساتھ اس کو لیا اور اس حق کو جو امارت کے سلسلہ میں اس پر واجب اور ضروری ہے اس کو ادا کیا۔ (مسلم)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تم لوگ امارت و حکومت پر حرص اور طمع کرو گے اور یاد رکھو کہ یہ چیز قیامت کے روز ندامت اور حسرت کا باعث ہوگی۔ (بخاری)

بقیہ: مولانا محمد یوسف بنوریؒ

کے سواہر آورده علماء و زعماء ان کے تبحر علمی، تقویٰ، کردار اور وسعت نظر کے معترف و مباح تھے درس محافل سے ان کی دفات بلاشبہ پورے عالم اسلام کا المیہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔

آج جبکہ وہ ہم سے رخصت ہو کر مدرسہ عربیہ نبی ٹاؤن کراچی کے احاطہ میں ابدی فیض سورہے ہیں اور اپنے اعزہ و اقرباء کے علاوہ اسلامی علوم سے نسبت و محبت رکھنے والے ہر مسلمان کو غمزدہ چھوڑ گئے ہیں ہمارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ ہم ان کی مقدس زندگی کو مشعل راہ بنائیں۔ اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے آغاز کردہ علمی و تحقیقی کام کو نہ صرف جاری رکھنے بلکہ آگے بڑھانے میں اپنی پوری صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر دیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ نور اللہ مرقدہ کو بلند سے بلند درجات سے نوازیں، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حق کی مخلصانہ خدمت کرتے رہنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یا اللہ العالمین۔

# والدین کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّكَ عِنْدَ  
الْكَبِيرِ أَحَدُهُمَا أَوْ كَلِمَةً فَلَا تَقُلْ لَهُمَا  
أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا  
كَرِيمًا ۚ وَخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِ  
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا  
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝

(نہی اسرائیل : آیت ۲۳ - ۲۴)

ترجمہ :- اور ماں باپ کے ساتھ نیک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں  
ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو  
اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو اور  
ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو  
اور کہو اے میرے رب جبرطرج انھوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔  
شیخ التفسیر حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب کا مذہبوی  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔  
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور عبادت کے بعد والدین کے  
ساتھ احسان کا حکم دیا۔ ان دونوں حکموں میں مناسبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
انسان کے وجود کا سبب مجازی اور ظاہری ہیں، اس لیے والدین کے ساتھ  
احسان کا حکم بعد میں دیا۔

یزد والدین شفقت و رحمت خداوندی کا ایک نمونہ ہے۔ والدین کی  
شفقت ہر وقت موجزن رہتی ہے کہ ہر طرح کی بھلائی اولاد کو پہنچاویں۔  
اور ہر طرح کی برائی کو اولاد سے دور رکھیں اور اولاد سے خیر اور بھلائی کا  
پہنچا جائے۔ ہرگز اس سے دریغ نہیں کرتے۔ اور سوائے جذبہ محبت  
شفقت کے۔ دوسری چیز غرض نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے انعام اور احسان  
میں خدا تعالیٰ کے بعد والدین کا درجہ ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے موری

آیت میں ماں باپ کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ واجب اور لازم گردانا۔  
ان اشکری ولوالدین الی المعصیر۔

پھر چونکہ جل شانہ عظیم و خیر ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ والدین  
بڑھاپے کے وقت اولاد پر گراں ہو جاتے ہیں لہذا بطور اتہام حکم دیتے  
ہیں اگر ان میں ایک یا دونوں تیرے سامنے اور تیرے پاس بڑھاپے کو  
پہنچ جائیں اور ضعف اور عجز سے ان کی حالت وہ ہو جاتے جو بچپن میں  
تیری تھی اور ایسی حالت میں کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو طعنا ناگوار  
ہے۔ تو ایسی حالت میں بھی ان کے ادب اور احترام کو ملحوظ رکھنا اور  
ان کے سامنے اب بھی نہ کرنا۔ یعنی ہوں اور چوں بھی نہ کرنا۔  
یعنی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہ نکالنا جو ان کے کانوں کو ناگوار لگے  
اور کسی بات پر خواہ وہ تیرے لیے کیسی بھی خلاف طبع ہو، ان کو  
نہ جھڑکنا۔ اظہار ناگواری میں زجر کا درجہ اُن کہنے سے بڑھا ہوا  
ہے۔ اُن کہنا اظہار ناگواری کی ابتداء ہے اور زجر یعنی جھڑکنا  
اور ڈانٹنا یہ اس کی انتہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کی بات سے نہ طول  
ہو اور نہ ان کی بات کو رد کرو۔

اور ان کے سامنے نرمی اور ادب سے بات کرو۔ جس سے  
ان کی تغلیم و بحکیم اور ادب مترشح ہوتا ہو اور ازراہ شفقت و  
تواضع نہ ازراہ سیاست و مصلحت ان کے سامنے بازو سے  
ذلت کو پست کر دو۔ یعنی ان سے بکال تواضع و انکسار کے ساتھ  
بتوا کرو۔

جناح الذل کے معنی ذلت کے بازو کے ہیں۔ حالانکہ ذلت کے  
بازو نہیں ہوتے۔ تو کلام بطور استعارہ ہے، کہ جبرطرج پرند  
اپنے بچہ کی تربیت کے وقت اپنے بازو پست کر کے اس کو  
اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح تم کو چاہیے کہ ایسی ہی تربیت  
اور شفقت کا معاملہ اپنے والدین کے ساتھ کرو۔ ان کے لیے اس طرح  
دعا کرو کہ اسے پروردگار ان دونوں پر ایسا ہی خاص رحم فرما جیسا کہ



میں کوئی وقفہ اٹھا نہ رکھا۔ ۵۔ اور ضروریات زندگی میں اس کو اپنے اوپر مقدم رکھا۔ ۶۔ اور اپنے اوپر تنگی برداشت کر کے دل و جان سے اس کے مصارف زندگی اور مصارف تعلیم پورے کیے۔ ۷۔ اور اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ طرح طرح کی خوبیاں اور بھلائیاں جو اس کو پہنچا سکتے ہیں وہ اس کو پہنچا ڈالیں۔ اور جس بلا اور آفت کو اس سے بٹھا سکتے ہوں وہ اس سے دور کر دیں۔ اور اس کو شش میں لگے رہے کہ مولود کو ہم سے ہزار درجہ بڑھ کر نعمتیں اور عزتیں اور راحتیں مل جائیں اور اس راہ میں جو مشقتیں آئیں وہ والدین اپنے اوپر اٹھائیں۔

(تفسیر معارف القرآن)

مگر افسوس آج کل اولاد والدین کے شرعی حقوق فراموش کر رہی ہے۔ ان کو مار پیٹنے، دکھ دینے اور برا بھلا کہنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ نالائق لڑکوں کے گھروں سے بھاگ نکلنے کے واقعات اور ان کی بے جا رویے والدین کو بڑا پریشان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صاحب اولاد کی اولاد کو خیم سلیم عطا فرمائے اور ان کا تائب و تائب بنائے۔

## نافرمانی والہانہ

یاد رکھیں! ماں باپ کی نافرمانی کیہ گناہ ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اللہ کا شریک نہ بنا، اور (حقوق والدین) ماں باپ کی نافرمانی اور ایذا رسانی اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔" (مشارق الانوار بحوالہ بخاری)

لہذا جن اولاد سے نافرمانی سرزد ہوگئی ہو اس بُرے فعل سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور والدین سے معافی مانگ لینی چاہیے۔ اگر وہ وفات پا چکے ہوں تو ان کے لیے استغفار اور دعا کرتا رہے۔

## خدمت والدین کا اجر :

والدین کی خدمت اور فرمانبرداری جنت میں لے جانے والا عمل ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ناک حاک آلود ہو، جس نے اپنے والدین کو، یا دونوں میں سے ایک کو بوڑھا پایا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مشکوٰۃ)

نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جانے کا مشورہ لیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ: اپنی والدہ کی خدمت کر، کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ (مشکوٰۃ)

نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی باپ کی رضا مندی

انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ اور کمال شفقت و رحمت سے میری پرورش کی، جب کہ میں بالکل لاچار اور عاجز تھا۔

والدین اگر مسلمان ہوں، تو ان کے حق میں دعائے رحمت کے معنی ظاہر ہیں اور اگر کافر ہیں اور زندہ ہیں تو ان کے حق میں دعائے رحمت کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ ان کو اسلام اور ایمان کی ہدایت نصیب فرما۔ کافر کے حق میں ہدایت سے بڑھ کر کوئی رحمت نہیں۔ اور اگر والدین بجاالت کفر مر چکے ہیں تو ان کے لیے دعائے مغفرت و رحمت جائز نہیں۔

غرض یہ ہے کہ حق جل شانہ نے اس آیت میں اول والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا اور پھر اس کے بعد پانچ باتوں کا حکم دیا۔ ۱۔

(اَوَّل) فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ۔ ان کے سامنے اُف مت کرو۔ (دوم) وَلَا تَهْزُؤْهُمَا۔ ان کو جھڑکومت۔

اور ان کے سامنے آواز بلند نہ کرو۔ (سوم) وَقُلْ لَهُمَا وَلَا كَرِيْماً۔ ان کے سامنے ادب سے

بات کرو۔

(چہارم) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ یعنی کمال تواضع اور کمال شفقت کے ساتھ ان سے بڑاؤ کرو۔

(پنجم) قُلْ تَرَبَّتُمْ اَرْحَمُهُمَا كَمَا صَغِيرًا۔ ان ان کے لیے دعائے رحمت و مغفرت طلب کرو۔

مطلب یہ ہے کہ خالی ادب اور تواضع اور شفقت پر اکتفا نہ کرو۔ کیونکہ سب چیزیں فانی ہیں۔ بلکہ وہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت باقیہ اور دائمہ سے ان کی دستگیری کرے۔ اور رحمت آخرت کی دعا مسلمان والدین کے لیے مخصوص ہے۔

یہاں تک والدین کی ظاہری توقیر اور احترام کے متعلق احکام بیان فرماتے۔ اب اگلی آیت میں باطنی ادب یعنی دل سے ادب اور احترام کو بیان فرماتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ والدین کے سامنے فقط ظاہر میں نزولت کا بازو پست کر دینا اور ان کے سامنے اُف نہ کرنا کافی نہیں۔ بلکہ دل سے ان کا ادب کرنا اور باطنی طور پر ان کی طاعت اور فرمانبرداری اور ان کے ساتھ احسان کا قصد کرنا بھی ضروری ہے۔ حتیٰ کہ دل میں ان کی نافرمانی کا خیال بھی نہ آنے پاتے۔

جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس وقت سے لے کر آخر تک دیکھو کہ ماں باپ نے اس فرزند دلبند کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ۱۔ اس کو نمٹتے چکر مہانا۔ ۲۔ اور اس کی ولادت پر خوشیاں منائیں۔ ۳۔ اور اس کی تربیت میں طرح طرح کی مشقتیں اٹھائیں۔ ۴۔ اور اس کی تعلیم و تادیب

اسے مارا اور اس کا عبادت خانہ گرا دیا۔ مگر برج نے کہا کہ میں بیگناہ ہوں، مجھے نہ مارو اور اس نو مولود بچے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بچہ اس کے پاس لایا گیا تو اس نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد بچے کے پیٹ پر انگلی رکھ کر کہا۔ اے بچے بتا میرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ (بخاری)

### مصیبت سے نجات:

ماں باپ کی خدمت مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں تین آدمیوں کا حال آیا ہے جو بارش سے بچاؤ کی خاطر پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تھے۔ غار کے منہ پر ایک بھاری پتھر گر پڑا اور اس کا منہ بند ہو گیا۔

ان تینوں نے اپنے ایکے ہوتے اعمال صالحہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے نجات کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ پتھر غار کے منہ سے ہٹا دیا گیا اور وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے۔

ان میں سے ایک نے ماں کی خدمت کے وسیلے سے دعا مانگی تھی۔ اُس نے دعا کی کہ اے اللہ! میں بچیاں چرایا کرتا تھا۔ شام کو ان کا دودھ دھو کر اپنے والدین کو پلاتا تھا۔ ایک وز میں شام کو دیر سے گھر پہنچا۔ میرے ماں اور باپ دونوں سو گئے تھے۔ میں نے ان کو جگنا مناسب نہ سمجھا۔ اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سر ہانے ساری رات کھڑا رہا۔ میرے بچے اگرچہ دودھ کے لیے روتے تھے مگر میں نے تیری رضا اور خوشنودی کی خاطر ماں باپ سے پہلے ان کو دودھ نہ پلایا۔ یا اللہ! تو اس پتھر کو اٹھا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اُتنا پتھر ہٹا دیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ اس کے بعد اس کے دوسرے دو ساتھیوں کی نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی۔ بدولت سارا پتھر ہٹ گیا اور باہر نکل آئے۔ (مشکوٰۃ)

### والدین کے استعجال کے بعد سلوک:

ایک انصاری نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا ماں باپ کی وفات کے بعد کوئی عیب باقی ہے۔ جو ان کے ساتھ کی جاتے۔ حضرت نے فرمایا کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ماں! چار خصائل ہیں: ۱۔ ان کے جنازے کی نماز پڑھ کر بھیگی کرنا۔ ۲۔ ان کے لیے استغفار کرنا۔

میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔ (ایضاً) نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ باپ جنت کے بہترین دروازوں میں سے ایک ہے۔ اگر تو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کرے، اور چاہے تو اس دروازہ کو خالص کر دے۔ (ایضاً)

لہذا ”حفاظت“ باپ کی خدمت اور شرعی امور میں تا بعد از ی میں ہے۔ غیر شرعی امور میں کسی کی تا بعد از ی جائز نہیں۔

نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ: ”جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو (یعنی شریعت کے مطابق والدین کے حقوق بجالاتا ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو، تو دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے فرمان نہ بجالاتا ہو، تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ماں باپ میں سے کوئی بھی ایک زندہ ہو، تو دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔ اس پر آپ نے تین بار فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں۔ (ایضاً)

لہذا اولاد کو والدین کے شرعی حقوق ہر حال میں بجالانے چاہئیں اور اگر کسی وقت ان کی طرف سے زیادتی یا ظلم ہو، تو اسے صبر سے برداشت کر کے ان کے حقوق کے بجالانے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔ اور ان کی بددعاؤں کی پاداش سے بچنا چاہیے۔

### ماں کی بددعا کا اثر:

اولاد کو کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہیے، جو ماں کی بددعا کا باعث بنے۔ کیونکہ ماں کی بددعا اثر انداز ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں نبی اسرائیل کے ایک عابد جرج کا واقعہ آیا ہے اس کی ماں دھوون اس کی عبادت گاہ پر آتی رہی اور اسے پکارتی تھی مگر وہ (فطری) نماز میں مشغول تھا۔ اس لیے ماں کو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے رنجیدہ ہو کر اُسے دعا دی کہ یا اللہ! اسے تپ تک موت نہ آئے، جب تک وہ ایک حرام عورت کا منہ نہ دیکھے۔ ایک دن ایک حین بدکار عورت جرج کی عبادت گاہ میں گئی، مگر وہ اللہ کا بندہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ وہ جرج کی عبادت گاہ کے قریب ایک چرواہے سے منہ دیکھ ہوئی۔ جب سے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے یہ تہمت لگائی کہ یہ بچہ جرج کا ہے۔ اس پر نبی اسرائیل اس سے بداعتقاد ہو گئے



نیک عادتوں اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہو سکتی ہے وہ بھی فوقیت جتنے کے لئے نہیں۔  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیبوں سے خالی کوئی نہیں۔ اور جب یہ حال ہے تو ایک دوسرے پر فخر کس بات کا؟ پھر جو شخص انرا پھرتا ہے۔ اس نے شرم اتار کر پھینک دی ہے اور کنجوسی پر کمر باندھ لی ہے وہ سب سے بڑا عیب دار ہے۔

### بقیہ : احادیث الرسولؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اکیلا بھی جاؤں گا۔ اور پھر جب آپؐ وہاں پہنچے تو کفار میں سے کوئی بھی نہ تھا۔

### بقیہ : مخفی دالوں کا ساتھ دین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلباء کامیاب تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اولئک ہم المفلحون فرمایا۔ صحابہ کی جماعت کامیاب تھی۔  
آج ہمیں بھی کامیابی کی راہ تلاش کرنی چاہیے۔ کہیں قیامت کے دن رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔ اس کے لیے یہی سستہ بستہ رمضان کا احترام کرو، قرآن کی تلاوت کرو، مساجد کو آباد کرو، گھروں میں دین کی تبلیغ کرو۔ حق والوں کا ساتھ دو۔ اسلامی نظام کے لیے دن رات کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

### داخلہ جاری ہے

جامعہ حنفیہ قادریہ علاقہ باغیانپور لاہور میں عرصہ میں سال سے دینی و مذہبی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ جامعہ میں درس نظامی اور حفظ و ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے شعبہ درس نظامی میں حضرت مولانا محمد اسحق صاحب فاضل دیوبند، شعبہ حفظ قاری جمیل الرحمن اختر صاحب، شعبہ ناظرہ حافظ انیس الرحمان اظہر صاحب نہایت عمدہ طریقہ سے خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ مخفی طلبہ کے لیے تینوں شعبوں میں داخلہ جاری ہے۔ طلبہ کی ضروریات کا جامعہ کفیل ہے۔ طلبہ کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

المعلن : ناظم جامعہ حنفیہ قادریہ جامع مسجد امن اہل سنت و اجماع  
۲۸۵ جی ٹی روڈ باغیانپور، لاہور

۳۔ اور ان کے (شرعی چار) وعدوں کو پورا کرنا۔ ۴۔ اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا، اور صلہ رحمی کرنا جو ان کی وجہ سے ہو۔ ان کی وفات کے بعد یہ چیزیں نیکی کی باقی ہیں جن کا بجا لانا لازم ہے۔  
(ابن کثیر بحوالہ ابن ماجہ و ابوداؤد)  
لہذا نیک اولاد کو ان کی وفات کے بعد فراخوش نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ مذکورہ احکام بجا لاکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے۔  
اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا فرمانبردار بنائے۔

### بقیہ : احادیث الرسولؐ

کی حقارت کی جائے۔ تم سب کے سب آدم دعلیہ السلام کی اولاد ہو اور ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمی ہے۔ شرافت کے پیمانے کو کوئی پورا نہیں بھرتا۔ اس کمی تم سب برابر ہو۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ مگر دین اور پرہیزگاری کی بدولت وہ آدمی پورا عیب دار ہے، جو چھپو راہے گیا اور کنجوس ہے۔

آج کل خاندان، گھرانہ، کنبہ، قبیلہ، وطن، قوم سب کی بناء اس پر ہے کہ دوسروں پر فوقیت جتنی جانی جائے۔ ہم لوگ ہندوؤں کو تو کہتے ہیں کہ وہ ذات پات کے گورکھ دھندے میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے کہ ہم خود کیا کر رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے خبردار! میں سید ہوں، میرے سامنے سراٹھائیگا تو منہ کی کھائے گا۔ دوسرا کہتا ہے دیکھ سیدھے منہ بات کر ورنہ میں پھٹان ہوں کچا ہی کھا جاؤں گا۔ یورپ والے کہتے ہیں کہ میں ہیں جو کچھ ہیں۔ پھر ان میں آپس میں بھی لٹا بھنی ہے۔ انگلستانی کہتے ہیں جو ہم ہیں وہ دوسرا نہیں۔ فرانسیسی کہتے ہیں۔ سنبھل کے بول ورنہ ابھی مزا چکھاؤں گا۔ امریکی والے کہتے ہیں خدا رکھے ہمیں ہم ہیں۔ غرض جس کو دیکھو ماش کے آٹے کی طرح اٹھٹھا جاتا ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں سیدھی سادی حقیقت کھول دی ہے کہ خاندان یا قومیں اس لیے نہیں ہوتیں کہ ایک دوسرے کو کھا جائیں آدمی سب ایک آدمی کی اولاد ہیں اور ہر ایک میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ سب اپنے آپ کو برابر سمجھیں اور کسی کو کسی پر فضیلت ہو سکتی ہے تو

# ایک غلط فہمی

اس مخصوص ذہنیت کی علامت دشمنی کب ختم ہوگی؟

نوائے وقت ۲۲ ستمبر ۱۹۷۷ء جناب وقار انبالوی صاحب کا ایک مضمون سوشلزم کیونرم کا روپ کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ روسی انقلاب کے بعد ۲۲ء ۲۳ء میں روس کے دانشور کارپردازوں کا ایک وفد دہلی آیا اس نے جمعیت العلماء دہلی سے رجوع کیا اور کہا اگر برفانی علاقوں کے لوگوں کو ڈر کا کے ایک دو گھنٹہ پینے اور صبح کی نماز کے لئے تیمم کی رخصت دی جائے تو روس میں اسلامی ضابطہ حیات کے تجربے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے، مگر جمعیت العلماء نے اسلام نے انہیں یہ یاہوس کن جواب دیا کہ یا تو اسلام کو یورے کا پورا قبول کرو، یا اس سے دستبردار ہو جاؤ۔ اس واقعہ کو نقل کر کے وقار صاحب نے علامہ اقبال کی زبانی یہ رونا رویا ہے کہ افسوس! ہمارے علاقے کرم کی کم نگہی اور بے سودی نے اٹھارہ کروڑ انسانوں کو اسلام کے دروازے سے دھکا دے دیا۔

جناب وقار انبالوی ایک کہنہ مشوق صحافی ہیں، اسلام اور سوشلزم کی جنگ میں عموماً ان کو اسلام کا حامی سمجھا جاتا ہے مگر جس موقع پر ان کا یہ مضمون چھپا ہے اس کی نزاکت کو یا تو انہوں نے محسوس نہیں کیا، یا انہوں نے جان بوجھ کر اس نازک وقت میں اسلامی کمیپ پر ہتھیار چھیکنے کی کوشش کی ہے۔ ممکن ہے روسی وفد کی آمد کا یہ واقعہ انہوں نے کسی سے سنا ہو مگر افسوس ہے کہ انہوں نے اس فرضی افسانہ کو اخبار کی سیاہی میں منتقل کرتے سے پہلے بالکل نہیں سوچا کہ یہ کس قدر غیر ذمہ دارانہ صحافت کا مظاہرہ ہے۔ میں ان کی اور ان کے تاثرین کی توجہ چند امور کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ موصوف اس واقعہ کو روسی انقلاب کے بعد کا واقعہ بتاتے ہیں۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا روسی انقلاب ایک سنجیدہ انقلاب تھا؟ اور اس نے روس کے دانشور کارپردازوں کو یہ سوچنے کی جہلت دی تھی کہ انہیں انقلاب کے بعد اب کو نفاذ ضابطہ حیات اپنانا ہے؟ جن حضرات نے روسی انقلاب کی تاریخ

کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ روس کے کمیونسٹ انقلاب نے مذہب و اخلاق کے خلاف ایک طوفان برپا کر دیا تھا کہ تمام مذہبی و انسانی قدیں خس و خاشاک کی طرح بہ گئی تھیں اور اجتماعی طور پر تو کجا کسی کو انفرادی طور پر بھی اسلام کے اپنانے اور اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے نمایاں کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ روس کے دانشور کارپردازوں کے ذہن کے کسی گوشے میں اسلام کو اپنانے کا خیال پیدا ہو سکتا تھا، نہ تو تشکیل کمیونسٹ معاشرے میں اس کی گنجائش تھی۔ ان حالات میں وقار صاحب کا یہ انکشاف تاریخ انقلاب اور اس کے نفسیاتی و ذہنی نتائج سے بے خبری کی دلیل ہے

۲۔ وقار انبالوی صاحب موسیٰ جار اللہ صاحب کو ترکستان کا شیخ الاسلام بتاتے ہیں اور یہ کہ انہی کی ترغیب پر روسی دانشوروں کا وفد دہلی آیا تھا۔ حالانکہ موسیٰ جار اللہ کو ترکستان کے شیخ الاسلام ہونے کا شرف صرف وقار صاحب نے عطا کیا ہے، نہ وہ اس حیثیت کا آدمی تھا نہ اسے یہ منصب حاصل تھا۔ اس کے عقائد و نظریات اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

۳۔ اگر وقار صاحب کے بقول موسیٰ جار اللہ صاحب ترکستان کے شیخ الاسلام تھے تو سوال یہ ہے کہ انہوں نے اسی فرضی وفد کو دہلی آنے کی زحمت کیوں دی؟ وہ اپنے ملک کے حالات و ضروریات سے جس قدر آگاہ تھے دہلی کے علمائے کرام اس قدر باخبر نہیں ہو سکتے تھے جس شکی کا حل دہلی کے ایوان علم میں دھونڈھنے کی کوشش کی گئی ہے وہ ترکستان کے شیخ الاسلام نے خود ہی کیوں نہ پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنے اٹھارہ کروڑ اہل وطن کو اسلام کے دروازے سے دھکا کیوں دے دیا؟

۴۔ سب سے تعجب نیز بات یہ ہے کہ وقار صاحب کے



ہے ؟ فرمایا : کیا وہ شراب نشہ آور ہوتی ہے ؟ بولے جی ہاں ! فرمایا : تب تو اس سے پرہیز لازم ہے ، عرض کیا لوگ اسے پھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوں گے ، فرمایا : لوگ اسے ترک نہ کریں تو ان سے قتال کرو (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۶۲-ج ۲)

کیا وقار صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کم رنگی اور بے سواد کی کافتوی صادر کریں گے ؟ نفعہ باللہ

۶۔ جناب وقار صاحب نے سنی سنائی بات کو بے موقعہ نقل کر کے صحافت کی کوئی خدمت نہیں کی ، بلکہ اپنی ثقافت و اعتماد کو مجرد کیا ہے ۔ میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ وقار صاحب پہائی مذہب کے پیرو ہیں ، میں اپنے دوست کی اس بات پر اعتماد نہیں کر سکا اسی بنا پر مجھے احتجاج کی ضرورت بھی محسوس ہوئی ، ورنہ اگر میرے دوست کی بات صحیح ہے اور جناب وقار صاحب واقعی پہائی مذہب رکھتے ہیں تو میرے لئے شکایت کا کوئی موقعہ نہیں ۔ کیونکہ اس صورت میں اسلام سے لوگوں کو بدظن کرنا اور علمائے اسلام کو بدنام کرنا ان کا مذہبی مشی ہے ۔ تاہم ان سے یہ توقع پھر بھی رکھوں گا کہ وہ اس مقصد کے لئے غلط افسانے تراشنے سے گریز کریں گے ۔

**ضرورت ہے** کسی خدیوہ کے پاس جانے والے  
خدام الدین ہوں وہ مجھے بھی کر ثواب  
دارین حاصل کریں ۔

ہدایت اللہ خطیب چک نمبر ۱ گورہڑ ۔ ڈاکخانہ حسین خانوالہ  
برائے پتو کی ضلع لاہور

**جامعہ محمدیہ** داخلہ  
متنقل چھری لیہ ضلع مظفر گڑھ  
جاری ہے ۔

برائے درجہ عظیم قرآن و حدیث جو موقوف علیہ داخلہ  
جاری ہے ۔ مسافر طلبہ کی ضروریات کا مدرسہ فیصل ہے ۔ درجہ کتب  
نے لیے مولانا اللہ داد صاحب مدظلہ العالی لاہور فاضل دیوبند کی خدمات  
حاصل کر لی گئی ہیں ۔ تعمیرات کا سلسلہ بھی جاری ہے ۔ اہل خیر  
حضرات سے تعاون کی اپیل ہے ۔

منجانب : افتخار الی اللہ محمد حسین عفی عنہ ، مہتمم مدرسہ جامعہ محمدیہ  
متنقل چھری لیہ ضلع مظفر گڑھ

مطالبہ روسی و شیشہ کار پیرازوں کا یہ وفد روس سے چلتا ہے اور  
سیدھا جمعیت العلماء دہلی کے دفتر پہنچ کر ڈکا کا اور نیم کی نصحت  
چاہتا ہے اور وہاں سے نئی میں جواب پا کر چپ چاپ روس  
لوٹ جاتا ہے اور وہاں جا کر سوشلسٹ ضابطہ حیات مرتب کر  
لیتا ہے ، اسے نہ تو ہندوستان میں کسی اور عالم سے رجوع کرنے  
کی توفیق ہوتی ہے نہ یہاں کے اخبارات اس کی آمد و رفت کا نوٹ  
لیتے ہیں ، نہ ہندوستان میں اس کی آمد اور نہ کام واپسی کی کسی  
کانوں کان خبر ہوتی ہے ، نہ وقار صاحب ایسے دو مندان اسلام  
میں کوئی اس وفد کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھتا ، یہ سارے راز  
پچھن برس تک وقار صاحب کے سینہ میں دفن رہتے ہیں ۔  
اور وہ اس کا انکشاف ٹھیک اس وقت کرتے ہیں جب کہ  
پاکستان میں اسلام اور سوشلزم کی جنگ آخری فیصلہ کن مرحلے  
میں داخل ہو جاتی ہے ۔ اور چند ہی روز بعد پاکستانی قوم کو  
فیصلہ کرنا ہے کہ وہ یہاں اسلام کے نفاذ کو دیکھنا چاہتی ہے یا  
اس کو دفن کر کے اس کی جگہ سوشلزم کا گر جا تعمیر کرتی ہے ۔ اس  
ازک موقعہ پر وقار صاحب کا ۵۵ سال کے مخفی راز کو انکشاف  
علمائے کرام پر کم رنگی اور بے سواد کی کافتوی صادر کرنا آخر کس  
چیز کی غمازی کرتا ہے ؟ اس سے نظام مصطفیٰ کی تحریک کی  
تائید ہوتی ہے یا اس کے مقابلہ میں لادینی تحریک کی ؟

۷۔ وقار صاحب نے ڈکا کے دو ایک گھونٹ اور صبح کی غماز  
کے لئے یتیم کی رعایت کا جو افسانہ رقم کیا ہے اب ذرا اس کی  
شرعی حیثیت بھی ملاحظہ فرمائیے ۔ دینیات کا معمولی طالب علم  
بھی جانتا ہے کہ ویسے برہمنی علاقے میں جہاں ٹھنڈے پانی سے  
وضو کرنے میں واقعہ بیماری کا اندیشہ ہو یتیم کرنے کی اجازت  
ہے ۔ کیا اس معروف مسئلہ سے ترکستان کے علماء ناواقف تھے  
کہ روس کے وفد کو ہندوستان آنے کی زحمت اٹھانا پڑی ؟  
اور پھر کیا دہلی کے علمائے کرام اس سے ناواقف تھے کہ انہوں  
نے اس شرعی رجحان پر عملی کافتوی دینے میں بجلی سے کام لیا ؟  
ظاہر ہے کہ یہ ایک غلط تہمت ہے جس کا تصور کسی عالم دین  
کے حق میں قبول نہیں کیا جا سکتا ۔ جہاں ہم ڈکا اپنے کا تعلق  
ہے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیجئے  
حضرت ولیم حمیریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال  
کیا کہ ہمارا علاقہ بڑا سرد ہے اور سردی کا مقابلہ کرنے کے لئے  
ہم ایک مشروب تیار کیا کرتے ہیں کیا اس کے استعمال کی اجازت

محمد موسیٰ روحانی بازی

برسرِ وارسی محل اولاد آدم علیہ السلام کے

خدا را که هرگز در مأمور و ناکل از حق نیست و در حقش همه قیود نیست و  
 قادر بر هر صفتی است و همه اسمی که در کتاب است و در حقش نیست و  
 از غیر حق و در حق است و در حقش نیست و در حقش نیست و در حقش نیست و  
 حقش نیست و در حقش نیست و در حقش نیست و در حقش نیست و در حقش نیست و

پاکستان

پس خدا کی رحمت ہو بیت کے مومنت ذہن کے پیرو

عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُتَمِّمِينَ









مُطْلِقَةً وَ مُطْلَقًا نَحْنُ  
 مُنَادَى النَّاسِ لِإِيَّاكُمْ وَ زَوْجَا  
 مَحْمُودٌ كُلُّ مَا يَكُنْهُ وَ هُوَ  
 بِهِ لَمْ يَأْلُ جَهْدًا أَنْ يَكُنْ  
 مُطْلَقٌ مَا أَحَدٌ وَ مَا أَتَانَا  
 فَاْمَنَّا بِهِ وَ بِهِ رَضِينَا  
 أَحَادِيثُ النَّبِيِّ مَحْرَمَاتٌ  
 كُتِبَ كِتَابُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 لَمْ يَطْفُؤْ بِهِنَّ هَوًى وَ هُمَا  
 فَهِنَّ الْوَحْيُ لَكِنْ مَا تَلِينَا  
 وَقَدْ لَوْنُ الَّذِي قَدْ شَكَّ فِيهَا  
 غَدَا يَنْدِرِي الَّذِي ظَنَّ الظُّنُونَا  
 وَ رَدَّ حَدِيثَهُ فَيُؤْ وَ كُفْرُ  
 وَ يَكْفُرُ مَنْ يَظُنُّ بِهِ جُحُونَا  
 وَ هُنَّ بَدَأَتْ قُتُومًا كَانُ بُشْرَى  
 لِهَيْبَتِي وَ هُوَ أَقْرَبُ مُبْشِرِينَا  
 مَسْخُوفٌ أَنْبَاءُ اللَّهِ طُرَا  
 وَ مَعْلَنٌ حُكُومُ رَبِّ الْمُعْلِنِينَ  
 وَ عِنْدَ الْخَالِقِ أَسْمَاءُ فِي جَمَالِ  
 وَ أَوْلَاهُ وَ أَخِيرُ مَرْسَلِينَا  
 تَنْقِي الرِّحْمَةُ الْعُكْبَرَى وَجِيَّةُ  
 وَ مَرْحُومٌ رَحِيمُ الرَّكُوعِينَ  
 تَهْنِئَةُ سَائِدَةٍ مَا كَانَ حَيَا  
 وَ مَعْنَاهُ الْمَلَائِكُ سَائِجِينَ  
 خُطْبُ النَّبِيِّ مَبْعُوثٌ لِنَبِي  
 الْإِنْسِيَاءُ الشَّلَافِينَا  
 خُطْبُ بِي أَتَمُّ مَوْجِبَةٍ نَبِيَا بِي رَسْمِ كَلَا

وَ كَانَ خُطْبَاهُ نُورًا قَطُونِي  
 لِمَنْ سَمِعَهُ لَهْ فِي الدَّهْرِ حَيَا  
 وَ ذُو فَضْلٍ وَ ذُو عِزٍّ مَحْمُودُ  
 وَ عَمَدُ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 يَحْيَى رَحْمَةُ اللَّهِ وَ عَيْتُ  
 وَ أُرْقَتْ عِيَاثُ الْقَالِينَا  
 خَلِيلٌ قَائِمٌ وَ اللَّهُ يَعْطِي  
 وَ لَمْ يَلْفِظْ بِلَا لِلْسَائِلِينَ  
 خَيْرٌ جَاءَهُ مَلِكٌ مَلِكُ  
 تَنْذِيرٌ مُنْتَدِرٌ لِلْعَالَمِينَ  
 خَاصِمٌ لَيْسَ حَبِيبُ  
 مَحَبَّتِنَا وَ أَوْلَاثَا يَفِينَا  
 وَ أَوَّلُ شَاغِعٍ وَ مُقَمِّعٍ بَلْ  
 هُوَ الْفَتْحُ بَابُ الشَّافِعِينَ  
 كَسِيلُ اللَّهِ مِنْ سَلَكُوهُ نَارُوا  
 بِفِرْدَوْسٍ وَ عَذْنِ خَالِدِينَ  
 كَوْنُ كَيْدٍ مَتَالِحٍ مُتَوَكِّلِينَ  
 أُمُورُ الدِّينِ تَحْلَانَا رَضِينَا  
 أَلَا أَكْثَرُ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ جَمْعًا  
 وَ أَكْثَرُ وَلَدِ أَدَمَ أَكْثَمِينَ  
 رَقِيبُ أَحَدِ الْمُجْزَاتِ حَفْظَا  
 مِنَ النَّبِيِّ الْكَافِرِينَ  
 وَ تَنْجُو شَاكِبٌ لِلْمُدْلَجِينَ  
 وَ تَنْتِ أَشْنَى فِي قَامَرِ بَنِي  
 تَقِي حَافِيَةً لِلْمَسْجُودِينَ

مُتَّحِدٌ حَاشِدٌ قَتْمٌ وَ دَائِي  
 وَ أَعْظَمُ مَنْ يُعْرَمُونَ  
 بَشِيرٌ حَاشِمٌ حَافِيَةٌ رَافِقُ  
 بَشِيرٌ لِلْعَدَامِ الْحُسَيْنَا  
 مَحْيَرٌ قَاتِعٌ عَالِي نَيْبَةٍ  
 وَ كَانَ لِأَيِّ قُرَابٍ مَيْبِنَا  
 حَبِيبٌ حَاشِرٌ قَسَمٌ طَهْوَرُ  
 مُطَهَّرًا مُطَهَّرٌ رَاغِبِينَ  
 تَهَامَتْ صِفَتُ اللَّهِ جَدُّ  
 مَقْدَسُهُ وَ حَزِيْرٌ مَقْدَسِينَ  
 وَ مُرَوِّعٌ ذُو الْهَرَاوَةِ سَرَّ خَلِصُ  
 وَ زَاهِرَتَا وَ أَجْعَلْ زَاهِرِينَ  
 سَنَاءِيَا ضِيْعُهُمْ شَهْمٌ مُفْتَرُ  
 وَ قَاتَرُوقٌ وَ خَيْرُ الْفَاعِلِينَ  
 وَ فَرْدٌ رَاكِبٌ جَلَا سَرِيْعُ  
 وَ عَالِي دَنَاءٍ وَ دُخْرُ الرَّاشِدِينَ  
 خَلْفَتُهُ رَبِّهِ فِي نَشْرٍ وَ دِينِ  
 وَ نَهْرَتِهِ وَ خَيْرُ النَّاهِرِينَ  
 وَ بَعَادُ عِمَادٍ عَمْدَةٌ قَدْ  
 أَقَامَ الدِّينَ أَرْكَانًا وَ بُنَى  
 وَ حَبِيبُ اللَّهِ نَبَاهُ سَلَامَةً  
 بَهْتٌ بَلْ بَهَاءُ الْجَمِيلِينَ  
 رَسْمَانُ لِلْأَرْوَاحِ وَ الْيَتَامَى  
 وَ كَانَ لَوْصِفَةِ الْبَارِي مَعْنَانَا  
 وَ أَيْسَهُ خُلُقًا وَ عِلْمًا  
 وَ مَغْرَمٌ أَنْ طَبِيعَ وَ أَيْنُ دِينَا



سَيِّدُ خَيْرِ خَلْقٍ لَمْ يَخْلُقْهُ  
وَسَيِّدُ النَّاسِ خَيْرُ الْعَالَمِينَ  
وَاطْبَهُمْ بِقِيَمِ الطَّيِّبِ طَبْعًا  
وَالْيَتَهُمْ بِدَاهِ الْقَدْ لِينًا  
قَرِيبٌ ظَاهِرٌ جَمًّا وَلَكِنْ  
عَظِيمٌ بَاطِنٌ عَنَّا شُورًا  
كَثِيرُ الصَّمْتِ وَهَاتِ الْهُدَايَا  
وَمُتَجَبِّ وَمُتَجَبِّ يَفِينَا  
وَرَوْحُ الْحَقِّ رَوْحُ الْقَدِيرِ مَوْلَى  
وَرَوْحُ الْقِسْطِ عِنْدَ النُّقْطَيْنَا  
وَسَعْدُ اللَّهِ سَعْدُ الْخَلْقِ فَخْرُ  
سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
مُعْرِضًا عَلَى تَحْصِيلِ عِلْمِ  
يَأْصِي الْمَلِكُ بَلْ لَوْ كَانَ صِينَا  
عَلِيمٌ عَالِمٌ بَخْرٌ مُلْتِ  
زَعِيمٌ الْأَنْبِيَاءِ الْعَابِرِينَ  
صَبِيحٌ صَاطِطٌ سَتْدُ نَفْ  
وَشَكَّارٌ وَزَيْنُ الْكَلَامِينَ  
مُعْتَبَرٌ مُعْلَمٌ مُتَعَرِّفٌ فِي  
عِبَادَةِ رَبِّهِ يَبْكِي أُنِينَ  
مَوْجِدَاهُ وَمُضَوَّرٌ سَلَامُ  
وَمُتَعَمِّرٌ وَنَافِعٌ صَارِخِينَا

مُتَعَمِّرٌ مُتَعَمِّرٌ مُنْهَدٌ مُتَعَمِّرٌ  
مُعَذِّبٌ رَامِدٌ الْعَالَمِينَ  
مَعْنٌ سَائِلٌ عَرَبًا عَنِّي  
بِقَلْبِ آتِنٍ مِنْهُ الْمَكْتُورُونَ  
وَبَعْرٌ رَاخِرٌ عَيْنٌ وَنَجْمٌ  
وَبَرْقِيطٌ وَحَائِثُ التَّوَلِيَّتِ  
وَسَتْنٌ نَاجِزٌ مُتَرَفِّفٌ  
أَمُورٌ شَالِكَا الْمُرَاضَاتِ  
فَالْمَظَامُ الْحَزِينُ أَعْلَى مُجْتَبَا  
نَقِيْبٌ مُتَقِيٌّ فِي الْمُنْدَرِجَا  
أَوَّعِيْنٌ لِهَوًى مَعْرُوفٌ عَقُورٌ  
لَنَا قَدْرٌ تَقْدَمُ كِي يُعِينَا  
لَوْ لَا سَيِّدَانِي مَا كَانَ كُونُ  
فَكَانَ وَجْهَهُ مَاءٌ مُوَسِّنَا  
تَحْيَى أَنْسَاءَهُ الْعَلِيَّائِيْنَ  
كَمِينٌ فِي الْمَعَالِي صَدِّ حَوَا  
لَا وَرَنَتْ بِهَا التَّيْدُ فَعَدَّ سَعْدِي  
كَدِيرٌ زَانٌ أَصْدَقُ مُبِينَا  
شَقَاعَتُهُ الْعَرِيقَةُ غَدَّةٌ فِي  
وَمَا مَوْلَى وَمَا مَوْلَى مُنْتَبِ  
أَتَعَزَّيْنِي شَقَاعَتُهُ فَلَا لَا  
فَرَفٌ مُسْلِمٌ تَرْفِي بَيْنَنَا

لَا تَعْمُ عَائِصٌ وَلَكِنْ بِسَ حَرَمِي  
بِعَظْمٍ مِنْ جَوَارِي مَنِيْهِتِ  
وَجَلَّ الذَّنْبُ فِي وَجَلٍ مِنْ ذَا  
جَدَاكَ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُجْتَدِينَ  
فَلَا تَفْعَلْ بِتَ مَا تَعْنِي أَهْلُ  
لَهُ إِنْ لَا تَكُنْ مِنْ حَاصِرِيْكَ  
بَلْ افْعَلْ رَبَّنَا مَا أَنْتَ أَهْلُ  
لَهُ وَأَرْحَمُ فَكُنْتَ بِهِ قَبِيْنَا  
حَقُّ الطُّفْلِ أَدْرِكُنِي بِطُفْ  
وَحِزْبًا يَسْعَوْنَ وَيَقْرَؤُونَ  
وَصُحْبَةً مُصْطَفَا نَزْجِيْهَا  
بِعِمَادٍ وَبِإِحْدَمَةٍ قَطِيْنَا  
أَوْ رُوَيْتِكَ الَّتِي لَنِيْنِيْ لَعِيْنَا  
سَوَاهَا مَا تَسُرُّ النَّاطِرِينَ  
وَهَبْ لِي الرُّوحَ وَالرَّيْحَانَ رَبِّيْ  
يَحْيَا فِي الْعُلَى وَالْخَوَارِجِيْنَ  
أَوَّعِيْنٌ لِهَوًى مَعْرُوفٌ عَقُورٌ  
دَعْوَتُكَ مُسْتَعِينًا مُسْتَعِينَا  
قَبِ اللَّهُمَّ تَبَّتْ ثَبَاتُ  
عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى لَا نَخُونَا  
وَحَيْثُ كَدَّ مَا تَرْضَى لَيْنَا  
وَوَقَفَ لَنَا يُعْجِدِيْ أَمِينَا

ایمان کی حالت چارہ خوں پر قائم ہے۔  
- یقین (۲) صبر (۳) حاد رہی عمل -  
(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

اہلِ بصیرت کے لیے ہر لحاظ میں عبرت اور سہ تجربے میں  
نصیحت ہے۔  
(علی رضی اللہ عنہ)  
خاصی عالم کا زیر اور جہاں کی جہات کا پردہ ہے (علی رضی اللہ عنہ)



## تعمیراتِ نبویہ

مقدمہ: محمد بن عبد اللہ خاتمِ مظهر آباد، تھان

آج تاہوں۔

اتنا سنتے ہی میں اُسے ایک چراگاہ کے پاس لے گیا۔ جس میں مویشی چو رہے تھے۔ میں نے کہا۔ آج اس چراگاہ سے مویشی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جب یہ گھاس ختم ہو جائے گی تو بچے کچھ تنکوں پر خزاں کی زردی چھا جائے گی۔ لیکن اگلے موسم بہاراں میں نئی کونپلیں پھوسیں گی اور یہ چراگاہ پہلے سے زیادہ بہری بھری ہو جائیگی کیونکہ موسم خزاں کے دوران گھاس کی جڑوں میں زندگی کے لوازمات بدستور موجود رہے اور اتنا عرصہ ان کی نشوونما ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ بہاریں یہ پورے جوہت کے ساتھ خود کو عریاں کرنے لگے۔

میرا دوست میری اس گفتگو سے تنگ آکر بولا۔  
”آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

میں نے دوبارہ گفتگو شروع کی۔ ”بلکہ اسی طرح تمہارے علم سے کئی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے تمہارا دماغ وقتی طور پر تھک جاتا ہے۔ لیکن ذہن کی نوس میں علم کی جڑیں بدستور بہری بھری رہتی ہیں اور ذہنی تھکاوٹ کے سبب ان کی نشوونما ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ کچھ عرصہ کے بعد تمہارے علم میں پہلے سے زیادہ وسعت آجاتی ہے اور یہ مزید نشوونما پانے کے لیے بے تاب ہو کر شاگردوں پر عیاں ہو جاتا ہے۔ گویا یہ ذہنی تھکاوٹ اس خزان کی مانند ہے جس کی اوٹ میں تمہارا علم بڑھتا رہتا ہے اور دن بدن خزان بڑھتا رہتا ہے۔“

## نیک کی دلالت

اللہ اَلْ عَلٰی الْخَيْرِ كَفًا عَلَيْهِ۔ (مسلم)

نیک کام کی ترغیب دینا نیک کرنے والے کے برابر ہے۔  
سہ تیرے کہنے پر سدھر جائے خراب  
تم کو بھی اتنا ملے گا یہ ثواب

- ★ عورت کے بدلے مرد قتل کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس یہودی کو قتل کر دیا گیا جس نے عورت کے سر کو پتھروں سے کچل کر قتل کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)
- ★ جو سخیل ماں سے نکاح کرے اس کو قتل کر ڈالو۔ (احمد و نسائی)
- ★ جو محرمات سے زنا کرے اسے قتل کر ڈالو۔ (ابن ماجہ)
- ★ اگر کوئی بلا اجازت گھر میں بھانکے تو اس کی آنکھ پھوڑ دو کوئی دیت وغیرہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)
- ★ دانت کے بدلے دانت توڑنے کا حکم دیا مگر دونوں میں صلح ہو گئی۔ اور دیت دینا منظور کر دیا (بخاری و مسلم)
- ★ اگر حاملہ قتل عمد کی مرتکب ہو تو اس وقت تک قتل نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک بچہ نہ جنم لے۔ (ابن ماجہ)
- ★ مدافعت کرتے وقت اگر ظالم کو کوئی نقصان پہنچے تو مظلوم ذمہ دار نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)
- ★ بیٹے کے عوض باپ کو قتل نہیں کر سکتے۔ (احمد و نسائی)
- ★ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا مگر عورت انکاری تھی آپ نے عورت کو پھوڑ دیا اور مرد کے درے لگائے۔ معلوم ہوا کہ اگر عورت بھٹکتے تو مرد ہر حد جاری ہوگی صرف حد جاری ہوگی سنگسار نہیں کیا جائے گا۔

## حکایتِ فرزی

محمد اسحاق خاں فرزی

مجھ سے میرے ایک معلم دوست نے کہا کہ میں سارا دن شاگردوں کے ساتھ مفر کھپانے سے تنگ